عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان ابنی ھذین ریحانتای من الدنیا اخرجہ الترمذی

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بتحقیق سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسن و حسین دونو دنیا میں میرے ریحان ہیں یعنی خوشبودار پھول کی مانند ہیں

رسالہ نور العین و ازالۃ الغین الموسومۃ

بالقمر الخافقین

فی ثبوت شہادۃ سید الثقلین مقتدانا الامام الحسین رضی عنہ رب الحرمین الشریفین

جسمین مرزا حیرت صاحب دہلوی کے پرچہ کرزن گزٹ کے مرقومہ جواب سوالون اور اعتراضون متعلقہ بطلان شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مختصر جوابات دربارہ ثبوت شہادت امام ہمام رضی و تکملہ در باقی جوابات اعتراضہای مرزا حیرت صاحب سوم مرثیہ شہادت - اور کتب کثیرہ معتبرہ سنیون سے بابت واقعہ شہادت پیشین گوئین و ثبوت شہادت اور جناب امام کی شہادت پر جنات کے رونے اور جناب امام کے سر مبارک کی کراماتون سے اور جناب امام کے قاتلون کی سزا - اور جناب امام کی شہادت سے ناظرین کی عبرت کیلئے قدرتی آثارون کی نمودار ہونے معہ دفعہ اعتراضات اور جناب امام حسین کے مناقب و فضائل اور نظم مرزا قادیانی وغیرہ کا بیان مؤلفہ متعلم **قمر الدین** حنفی لاہوری تلمیذ مولانا مولوی **محمد کاظم** مرحوم و مولانا مولوی **محمود** صاحب بموافق خواہش حافظ **محمد حسین** صاحب حنفی پنجرانوی ضلع گیا وارد کلکتہ و حسب فرمائش جناب **پیرو میان** صاحب حنفی کلکتوی مورخہ یکم ماہ رجب شریف ۱۳۱۷ ھجری مقدسہ علے صاحبہا الف الف تحیات (کاپی رائٹ بحق مؤلف تمام حقوق محفوظ ہیں)

رسالہ ہذا لاہور مقابل مسجد شہری کوچہ گلگر گلی بمکان حکیم محمد بخش صاحب حنفی اور کلکتہ منشی بازار محلہ دین بوکھر حیات خان لین نمبر ۱ مسجد کیسہ گنبد کے پیش امام حافظ محمد حسین صاحب حنفی سے ملسکتا ہے -

در مطبع محمدی پریس لاہور طبع شد

میرزا گو این چه غوغا در جهان انداختی ❊ طرفه دیگر شور در کون و مکان انداختی
شورشے در روزگار انس و جان کی پدید ❊ آتش در خرمن پیر و جوان انداختی

نحمدہ ونصلی — بسم اللہ الرحمن الرحیم — علی رسولہ الکریم

غمِ احمد میں کہاں نیند کا آنا مجھکو ❊ دل لگاکر نہ ملا آنکھ لگانا مجھکو
جذبۂ عشق محمد میں کمان قامت ہون ❊ کرتے ہیں تیر ملامت کا نشانہ مجھکو
کھل گئی آنکھ اونھین دیکھتے ہی خواب میں آہ ❊ بخت بیدار وہی خواب دکھانا مجھکو
روز کہتی ہے اُڑانے کو مدینے کیطرف ❊ اج باتوں میں صبا تو نہ اُڑانا مجھکو
کُشتگانِ نگہ لطف جو پوچھے جائیں ❊ پیاری آنکھوں کے اشارے سے بتانا مجھکو
دل مین غم آپکا ظاہر میں الم دنیا کا ❊ ہر بہانہ سے غرض اشک بہانا مجھکو
التجا آپسے حافظ کی ہے یہ مولے ❊ حشر کے روز کہین بھول نہ جانا مجھکو
روز محشر مین اوٹھون خواب عدم سے جسدم ❊ جلوۂ ذات مقدس کا دکھانا مجھکو
بن رہا درد جدائی سے قمر شکل ہلال ❊ غیرتِ شمس ضحیٰ چہرہ دکھانا مجھکو

حمد وصلوٰۃ کے بعد خوشہ چین علمائے راسخین متعلم شیخ محمد قمر الدین ابن مولوی عمر الدین مرحوم بن مولوی کرم بخش مغفور حنفی لاہوری مسلمانانِ حنفی المذہب با انصاف کیخدمت عالی میں عرض پرداز ہے کہ خدا تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ قُلْ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِیَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ؕ یعنے فرما دو یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہ اے گروہ یہود اگر تمہارا یہہ گمان ہے کہ (سوائے مردمان عرب اور عجم کے) تم خدا تعالےٰ کے دوست ہو تو تم موت کی آرزو کرو اگر تم اپنے اس گمان مین سچے ہو (تاکہ اوس کرامت کو پہنچو جو خدا تعالےٰ نے اپنے دوستوں کیواسطے مقرر فرمائی ہے) پس جب خدا تعالےٰ نے شناخت اپنی دوستی اور کرامت عظمیٰ کو پہنچنے کا سبب آرزوئے موت فرمایا ہے تو ہر مسلمان کو تمنائے موت اور با ایمان اپنے مرنے کیلئے جناب باری مین دعا مانگنی چاہئے

تاکہ وہ جلدی اس قید خانہ دنیا سے نجات پاکر حضور خدا مین پہنچے۔ اور کرامت وقرب الٰہی سے ممتاز ہووے۔ بنا برین معلوم ہوا کہ موت ہی ایک ایسی چیز ہے جو بندے اور خدا تعالےٰ کے بیچ میں حائل ہے جس بیچ دربار ایزدی مین آدمی جانے سے رُکا رہتا ہے اور سب سے اعلےٰ درجہ کی موت شہادت ہے کہ اسمین بہت بڑی لذت بھری ہوئی ہے جو ہر ایک کو نصیب نہین ہوتی اسلئے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپکی خود خواہش و آرزو کرکے دعا کے بعد یہ فرمایا کہ بھلا یہہ بات اب ہمکو کیسے میسر ہوگی کیونکہ اسوقت تمام روئے زمین پر اسلام پھیلا ہوا ہے۔ اور صحابۂ کرام سب شہادت پا چکے ہیں اونہوں نے اس لذت کو بڑی کیھنے سے اڑا لئے۔ اب ہم کیا بناوین اور کسطرح اس درجے اور لذت کو حاصل کرین اسلئے کہ اب اس موجودہ وقت میں کافر بھی کہیں نہیں ہیں اور اگر ہیں بھی تو وہ مسلمانون کی باجگذار اور مطیع و فرمانبردار ہین۔ ہم کس سے لڑین اور کیا تدبیر کرین کہ اس نعمتِ عظمیٰ مرتبہ شہادت سے ہم بھی مشرف ہو دین تو خدا تعالےٰ نے آپکی اس دعا اور آرزو کو قبول فرمایا اور یزید کا یہہ ایک ظاہری سبب آپکی تمنا اور التجا کیلئے بنا دیا جس سے بخوبی معلوم ہوگیا کہ اس میدان کربلا والے معاملہ یعنے واقعہ شہادت کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جناب باری مین خود تمنا اور التجا کرکے اپنی مرضی اور خوشی سے حاصل کیا ہے تو پھر اوسپر رونا پیٹنا اور اعتراض و انکار کرنا عبث اور بالکل بے فایدہ ہے کیونکہ جب یہ واقعہ عظیمہ آپکی تمنا اور التجا کا نتیجہ۔ اور یزیدیون کا باعثِ دوزخ اور کوفہ مین آپکو بلانیوالوں کی روسیاہی کا سبب اور بے شرع حاکم اور حبس دنیا سے خلاصی پانے کا موجب اور آپکی ثابت قدمی و استقلال کا ثبوت اور پیشین گوئیون کا مصدق اور معراج الٰہی کا زینہ۔ اور جناب باری کی رضا اور لقا کا سچا معیار اور محبت ایزدی کا اعلےٰ نشان۔ اور وصال محبوب حقیقی کا ذریعہ تھا۔ تو وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَقْضِیًّا کے موافق حضرت امام ہمام سید الشہدا کو مرتبۂ شہادت اور حلۂ کرامت ضرور ملا ہے جو بطرق متعدد و کتب کثیرہ سے ثابت ہوکر تواتر کو پہنچتا ہے جس سے عدم ثبوت شہادت کا دعوی بالکل باطل و عاطل ہے۔

میدان کربلا مین حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شہادت کا واقعہ ایک قیامت خیز اور حیرت انگیز ہے کیونکہ مہتم بالشان اور حادثہ عظیم مثل دیگر واقعات کے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شہادت کا بھی ایک واقعہ ہے اور آپکے اون بہتر اصحاب سے جو حقیقت مین فرشتہ سیرت تھے وہ شجاعت ظاہر ہوئی جس کے مقابلہ میں رستم کا ذکر کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے اسلئے کہ یہہ ہر ایک بہادر تن تنہا طالب رضائے مولا صرف اپنی ظاہری طاقت کیساتھ دو ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ آدمیون کے مقابلہ کو بس تھا چنانچہ کتب تواریخ مین حضرت عمر و جناب علی و حضرت خالد و ابن ابی وقاص و حضرت عکرمہ اور خولہ وغیرہ رضی اللہ تعالےٰ

ہاشم تن تنہا دلاوران اسلام کے فتوحات اور معرکہ آرائی بخوبی مسطور و مذکور ہے - جنکی اولوالعزمی اور شجاعت
کا ایک عرصہ دراز تک چار دانگ عالم میں ڈنکا بجتا رہا ہے - اور جنکی بہادری اور جرأت کے سامنے اقوام عالم سر
بسجود رہے ہیں اور جنکی باتیں اور افعال آجتک تمام جہان میں ضرب المثل بنی جا رہی ہیں آج انہیں پر حملے
اور اعتراضات اور بڑے بڑے الفاظ وارد کئے جاتے ہیں غرض کہ ایسے واقعہ شہادت جانگزا مسلمہ
مسلمانوں کو جسنے کل دنیا ہلا دی ہے **مرزا حیرت** صاحب دہلوی نے اوسکا صریح انکار کرکے اپنے
متعدد پرچہ کرزن گزٹ میں یہہ اظہار کیا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ کربلا میں شہید
نہیں ہوئے بلکہ وہ اپنی جان لیکر قسطنطینیہ میں تشریف لے گئے اور وہیں کچھہ عرصہ کے بعد اونکی
وفات شریف ہوئی **جواب** مرزا حیرت صاحب کا یہ دعویٰ ہرگز قابل تسلیم و ماننے کے نہیں ہے اول
تو یہہ دعویٰ خلاف جمہور اسلام ہے - دوم انکی روایات آحاد و شاذ و نادر ہیں - سوم اختلاف روایات
دعویٰ کیلئے دلیل و ثبوت نہیں ہوتا جبتک کہ وجہ صریح قطعی الدلائل سے ثابت نہو ممکن ہے کہ ان
نے محققوں عقل اندازوں ہی کی جدید تحقیق غلط اور باطل ہو کیونکہ تیرہ سو برس کے بعد صرف آج مرزا حیرت
صاحب کا واقعہ شہادت کی نسبت انکار اور خلاف کرنا کسی شمار اور گنتی میں نہیں ہے گو لاکھوں لاطائل بیان
کریں جیسے خارجیوں نے ہزاروں دلائل اور خلاف بیان کرکے امام حسین رض کا فر بنائے اور نہ ہو سکے تھے
اور نہ اونکا کہنا کسی نے مانا اور نہ وہ وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں بلکہ انہی کو کافر اور خارج از اسلام کہا جاتا ہے
اسیطرح مرزا حیرت صاحب کے خلاف واقعہ شہادت چلانے اور پکارنے کو بھی کون سنے گا ور بیشک بدون
معدودے چند کوئی بھی اونکے اس خلاف کو ہرگز نہ سنے گا خواہ کیسے ہی واقعہ شہادت کے نقص اور بڑے برہان
و براہان بیان کئے جائیں - کیونکہ جب آدمی کسیکا دشمن یا مخالف ہو جاتا ہے تو اوسکا ہنر اور خوبی بھی
اوسے عیب ہی دکھائی دیتا ہے اور چند آدمیوں کا مرزا حیرت صاحب کے ہم خیال اور ساتھہ ہو جانا
کچھہ تعجب اور مرزا صاحب کے تصدیق دعویٰ کیلئے دلیل نہیں ہے کیونکہ ہمیشہ سے آجتک یہہ قاعدہ
چلا آیا ہے کہ جب کبھی کہیں نئی آواز نے سنائی دی تو بہت سے کان اوسکے ساتھ ہو جاتے ہیں
اپنی اس موجودہ وقت کی حالت کو دیکھہ لو کہ مرزا قادیانی اور عبد اللہ چکڑالوی منکر حدیث شریف اور
سر سید احمد خان وغیرہ کے ساتھ کسقدر لوگ اونکے ہم خیال اور ہم اعتقاد ہیں اور روز افزوں
سادہ طبیعتیں - علم دین سے بیخبر - نئی روشنی والوں وغیرہ کا رجحان اور میلان اوسیطرف کو ہوتا ہے
تو اس سے کیا اونکے یہ دعاوی اور دلائل کو سچ اور قابل عمل و اعتقاد مانا جاوے یا مانا جا رہا ہے
ہرگز نہیں ایسے ہی مرزا حیرت صاحب کا بھی انکار اور خلاف واقعہ شہادت کی بابت سمجھنا چاہیئے

اور بڑے لطف کی بات یہ ہے - کہ مرزا حیرت صاحب کے نزدیک باعتبار طبیعات تو صحیح ہو لیکن
اہلسنت کی ۲۳ معتبر کتابیں مرقومہ صفحہ ۲ کی جنمیں اثبات شہادت کے آثار اور نشان
پائے جاتے ہیں اور ہمارے بزرگان دین کے اقوال واقعہ شہادت کے جانچنے اور درست ماننے میں صحیح
معیار نہ مانی جائیں جائے تعجب اور مقام غور ہے وہ حق پسند طبیعتیں کہاں ہیں جو اسکو سوچیں
اور انصاف کریں اور اگر یہ کہا جاوے کہ ہر ایک مصنف نے بلا تحقیق خود ایک پر ایک نے اعتماد کرکے واقعہ
شہادت کو لکھدیا ہے تو یہ بات محض غلط اور مہمل ہے بالخصوص کہ اول تو ہمارے علماء دین اپنی ذاتی تحقیق پر بس اور یقین
نکرتے جبتک کہ وہ دوسروں کو بھی نہ دکھا لیتے تھے جب ایسی حالت تھی تو واقعہ شہادت کا موضوع احادیث سے لکھا جانا
غلط معلوم ہوتا ہے دوم یہ کہ یہاں تک ہے سکتا وہ اپنی ذاتی تحقیق سے ثابت کرکے لکھتے کیونکہ وہ دوسروں پر
اعتماد کرکے لکھنے کو حرام جانتے تھے اس قاعدہ سے بھی واقعہ شہادت غلط ثابت نہیں ہوتا ورنہ ضرور اوسکا
کہیں پتہ لگتا سوم یہ کہ دوسروں کی تحقیق و تحریر پر خوب نکتہ چینی کرتے جو بہت اچھی سمجھی جاتی تھی -
چنانچہ کرزن گزٹ یکم اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱ پر ہے کہ ہماری بزرگوں کا یہ طریقہ نہیں تھا کہ وہ اپنی
ذاتی تحقیق اور رائے کی وقعت جانتے تھے انہیں آنکھہ بند کرکے تقلید کرنا حرام مطلق تھا ایک شخص جسطرح
غیروں کی اقوال پر نکتہ چینی کرتا تھا اوسیطرح اپنی اساتذہ کے اجتہاد و استنباط مسائل اور تحقیق پر علانیہ
نکتہ چینی کرتا تھا اور اسکی یہ نکتہ چینی علماء زمانہ کی نظروں میں نہایت محمود ہوتی تھے - انتہی اب
عرض یہ ہے کہ اگر واقعہ شہادت غلط اور باطل تھا تو اسکے لکھنے اور صحیح ماننے والوں پر متقدمین یا
متاخرین نے کیوں نکتہ چینی اور اوسکی تردید نہیں کی تا کہ آج امام حسین رض کے حسین کرتا ہوا کوئی کہا ہی
نہ تھا ورنہ حسب تحریر مرزا حیرت صاحب انکا واقعہ شہادت کی بابت کچھہ رد و قدح نکرنا خود گنہگار ہونا
ہے کہ اس غلط واقعہ کو باطل نہ ٹھہرایا کہ کل دنیا کو اونہوں نے خراب اور گمراہ کیا - نعوذ باللہ منہ
اور اگر یہی بات ہے کہ صدیوں کے بعد ایک مسلمۃ الثبوت بات آئے دن جدید تحقیق کی بہانہ سے باطل
اور غلط ثابت ہو جایا کرے تو پھر دین اسلام کا خاتمہ ہے چنانچہ اس زمانہ میں ہمارے بعض علما خدا
انکو ہدایت دے مرہونہ چیز کے عوض مرتہن سے راہن کو فائدہ لینے اور سود وغیرہ کے جایز ہونے کا حکم دے
رہے ہیں اور منکرین فقہ شریف اہل حدیث یعنی وہابیوں کے مقابلہ میں اب منکرین حدیث اہل قرآن بھی پیدا
ہوگئے ہیں اسی طرح ایک مرزا صاحب نے تو حضرت عیسی علیہ السلام کی قبر کشمیر میں بتائی اور دوسری
مرزا صاحب نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ کے مزار شریف کا پتہ قسطنطنیہ میں دیا واہ بہت خوب
کیا اچھا مقابلہ ہوا ہے اور یہہ ہر دو صاحب فی الحال داد دہیموں کے مصداق ہیں بس ۔

پس اسی طرح کچھ مدت بعد کوی اور صاحب یا بھی حضرات کسی اور بات مین اپنی جودت طبع سے عوام الناس
کی آپسمین خوب جوت پیزار اور جنگ و پیکار تک نوبت پہنچا دینگے اور اہل حق کو خون جگر اور شربت
خاموشی پلائینگے - مگر بیچارے علماؤن کو اوسکے جواب و تردید مین ورق گردانی کی تکلیف اوٹھانی
پڑیگی - ایسی جدید تحقیق رخنہ اندازی اور فتنہ پردازی سے خالی نہین کیونکہ کونسا مذہب
اور مسئلہ فی حد ذاتہ اختلاف سے خالی ہے قرآن مجید کی ظاہر آیات آپسمین ایکدوسری آیت کے
متعارض اور ضدین ہین احادیث شریف کا بھی یہی حال ہے پہر مفسرین اور فقہا و مجتہدین وغیرہم
مین اختلاف ہی اور ہر ایک علم کا مسئلہ مختلف الاقوال ہے اور ترجیح طرف راجح اور مفتی بہ کو دیجاتی ہی
جسپر عمل درآمد کیا جاتا ہے - اگر شیعون کی تمام کتابون مین یا کسی ایک آدہ کتاب مین صرف
یہی ایک قول اَنَّ الْحُسَیْنَ لَمْ یُقْتَلْ کیا اسی کے ہم مضمون اور اقوال بھی اونکے عقاید اور مفتی بہ
کے خلاف آبھی جاوین تو تعجب ہی کیا ہے ایسی مختلف روایات ایکدوسری روایت کے
خلاف کتابون مین آیا ہی کرتی ہین - اگر جامع بحار وغیرہ کتب شیعون میں موجود ہی ہوں
تو کیا مضائقہ ہے کیونکہ یہ عقیدہ عدم شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے متعلق
شیعون کا معمول اور مفتی بہ اور متفق اور مستند نہین ہی ہو سکتا ہے کہ اوس جملہ مذکورہ کو کسی نے
پیچھے سے لاحق کر دیا ہو پہر اسپر یہ شور و غل کہ جسکی کوئی حد نہین بالکل محض بے سود ہی اسلیئے
کہ یہہ جملہ اَنَّ الْحُسَیْنَ لَمْ یُقْتَلْ کم بمنزلہ خبر احاد کے ہے جو مقابل جم غفیر محققین کے لائق عمل و قابل
سماعت و التفات نہین ہے باقی رہے سوالات اور اعتراضات سو انکی تو کوئی بات ہی نہین کیونکہ
اونکا میدان بڑا وسیع اور کشادہ ہے جسقدر مخالفانہ نظر ڈالتے جاؤ اوسیقدر جس کتاب اور کلام پر
چاہو نکتہ چینی کرتے ہوئے چلے جاؤ - چنانچہ مخالفین اسلام اور معاندین مذہب حنفی نے قرآن مجید
و احادیث شریف اور آئمہ مجتہدین اور سلف صالحین وغیرہ پر کیسے کیسے اتہام اور اعتراضات
کئے ہیں - جیسے ہدایت المسلمین پادری عماد الدین اور تکذیب و خبط احمدیہ لیکھرام آریہ - او
ترک اسلام عبد الغفور آریہ اور ظفر المبین محی الدین وہابی اور برہان القرآن عبد اللہ
چکڑالوی اہل قرآن - اور تفسیر القرآن سر سید احمد خان اور تقویۃ الایمان مولوی اسمٰعیل دہلوی
اور برق لامع شیعون کی وغیرہ وغیرہ شاہد حال ہے عیان را چہ بیان اور خارجی گروہ ایکہو
ایک دلیل قرآنیہ سے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کو کافر ثابت کرتے ہیں ان مین سے
ایک آیۃ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّہْلُکَۃِ ہے اسطرح مرزا حیرت صاحب نے بھی اگر اپنی جدید

تحقیق کی بہانہ سے ایک سیدہی سادہی بات مین پیچیدگی اور الجھن ڈالدی ہی تو ہرج کیا ہے اگر ساری
دنیا بھی سر پٹک کر مر جائے تاہم نام اور تذکرہ شہادت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کا عالم و دنیا اور لوح سینہ
سے ہرگز معدوم اور مٹ نہین سکتا کیونکہ واقعہ شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ ایک سچا اور
صحیح واقعہ ہے جسکو تاریخ شک شبہہ نہین روک سکتی - اسلامیہ کتابون مین سے سب سے اعلے قابل عمل
اور معتبر کتاب روضۃ الصفا ہے اسمین صاف لکھا ہوا ہے کہ فلان تاریخ کو حضرت امام حسین رضی اللہ
تعالی عنہ معہ اپنے خویش و اقربا کے مدینہ منورہ سے چلے اور آٹھہ محرم کو کربلا معلی مین پہنچے اور دس
محرم شریف کو نماز عصر یا اس سے کچھ پہلے شہید ہوے - اور مانند اسکے متعدد پیشین گوئیوں و احادیث
موقوف و حسن اور ایک خواب امام ہمام موصوف اور عینی شہادت حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالی عنہ
اور کتب معتبرہ تواریخ و سیر و احادیث وغیرہ مثل صحیح بخاری و دیگر کتب احادیث بیہقی و طبرانی ابوداؤد
ترمذی و حاکم ابو نعیم و احمد و دیلمی و ابن عساکر و بغوی وغیرہ مسندات و معجمات اور صواعق محرقہ - و تاریخ
روضۃ الصفا و تاریخ الخلفا اور روضۃ الشہداء اور نور العین فی مشہد الحسین رضی و اصابہ فی تمیز
الصحابہ لابن حجر و استیعاب و اسد الغابہ و کتاب الآثار - و نہایۃ الاوطار - و تذکرہ خواص الامہ و فتح الباری
اور بعد از پشیمان ہونے اہل یزید کے بیان کرنے اور اسلامی تاریخ نویسون سے ثابت ہے اور کتب
تواریخ متعلقہ واقعہ شہادت کا صدیون کے بعد لکھے جانے کے سبب کوئی مانع انپر عمل اور اعتقاد
کرنے اور اونکو ماننے سے نہین روک سکتا جبکہ کتب احادیث ایک بہت زمانہ کے بعد قلم بند ہوئے ہیں
قابل عمل اور عین دین مانی جاتی ہیں - اور نیز جبکہ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت انس رضی اللہ
تعالی عنہما وغیرہ راویان کی احادیث زمانہ خورد سالی کی مانی جا رہی ہین جو کتب احادیث مین موجود ہین طول
کیوجہ سے اونکو بیان چھوڑا جاتا ہے جس سے ہر ذی علم ماہر ہے تو اظہار واقعہ شہادت کا از زبان فیض
ترجمان حضرت امام زین العابدین بعمر اسالہ کیونکر صحیح اور سچا نہ مانا جاوے گو مدار اسلام شہادت امام حسین
پر نہین ہی تو بھی جزو فضیلت اسلام سے خالی بھی نہین ہی کیونکہ صرف نفس شہادت ماننے اور اعتقاد
رکھنے سے کوئی کفر اور گناہ لازم نہین آتا جیسے حضرت حبیب اور بلال اور ابو شحمہ وغیرہ رضی اللہ تعالی
عنہم کے پر درد واقعات پر اعتقاد رکھنے اور ماننے سے کوئی ممانعت اور گناہ لازم نہین آتا حالانکہ
ایسے واقعات پر نہ مدار نجات موقوف ہے اور نہ وہ جزو اسلام ہیں لیکن وہ واقعہ شہادت خلاف شرع جو
ایک قبیح صورت اور بدشکل ہیئت مین آج دنیا کو دکھایا جاتا ہے وہ البتہ منع اور اوسکا ماننا گناہ اور اصرار
اوسپر کفر ہے - اور علمائے متقدمین و متاخرین نے ایک فی ذرہ مسئلہ پر تحقیقات اور جان فشانیاں کی ہیں

جسکے بیان سے قلم دو زبان عاجز ہے جسکی تنقیحات کی صفحے کے صفحے لکھے ہوئے بیان حال سے بول رہی ہین کہ
ہمارے بزرگون نے آنکھ بند کرکے تقلید اور ایک دوسیرے کی تحریر و تحقیق پر اعتماد و اعتقاد کرنا حرام مطلق
جانا ہے جبتک بذات خود اس امر مین خوض نہ فرمالیتے تب تک وہ نہ اوسکو اپنی بیاض مین لکھنے اور
نہ اوسپر عمل کرنے کی اجازت دیتے اور ایسے ہر پا من گھڑت باتون اور واہی قصون ساختہ بیہودہ کو اصلی نہ
بننے دیتے تھے کیونکہ خدا تعالیٰ اون فرضی قصون کے بتانیوالے بھی ساتھ ساتھ ہی پیدا کرتا رہا جو اسی غرض کیلیئے ہر
صدی مین ایک آدھ مجدد کا ظہور ہوتا رہا ہے بطلان شہادت کی بابت کسی نے کہیں اشارہ تک بھی نہین
کیا کہ یہہ واقعہ شہادت جسکی دردناک آواز ہر ایک کان مین جارہی ہے وہ غلط اور موضوع ہے حالانکہ علماء رح
نے کتب موضوعات بھی لکھی ہین مگر ان مین بھی اسکے عدم ثبوت کی بابت کوئی نشان نہین پایا جاتا
جیسے موضوعات الکبری ملا علی قاری رح وغیرہ کے بنا برین روایات حدیث و پیش گوئی متعلقہ واقعہ
شہادت کو غلط اور موضوع کہنا بے سود اور منزل مقصود سے کوسوں دور ہے اور کتب اسلامیہ سیر و احادیث
اور تواریخ اور علمائے متقدمین و متأخرین اہل سنت و جماعت اور محققین و مجددین کا واقعہ شہادت کو غلط
اور موضوع بتانے کی نسبت ایک مدت تک خاموش رہنا اس امر کا بدیہی ثبوت ہے کہ واقعہ شہادت کے صحیح ہونے مین کوئی
شک نہین کیونکہ خبر شہادت کا تواریخ سے متواتر ملنا واقعہ شہادت کو صحیح بتاتا ہی اسلیئے کہ خبر تواتر سے ہی ہر شخص
اپنے باپ کا ثبوت دے سکتا ہی اور صدیون کے بعد اسطرح بے بنیاد اختلاف و انکار سے جسکو تواریخ اور
حدیث سے کچھہ بھی مس نہین تواتر نہیں ٹوٹتا جیسے خلافت اصحاب ثلثہ و معراج شریف متفقہ منیف و حدیث
شریف و شفاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عذاب قبر اور وجود شیطان اور جن وغیرہ باوجود اختلاف و انکار
اہل قرآن و اہل تشیع و نیچریہ و معتزلہ اور وہابیان کے ہر صدی مین آجتک تواتر فسخ نہوکر صحیح قابل
عمل و اعتقاد اور جزو ایمان بلکہ عین ایمان و اسلام مانا جاتا ہے ورنہ ایسے بہت نظایر کا اسلام مین برائے
نام بھی باقی رہنا ممکن نہیں جن سے اصحاب بصیرت بخوبی ماہر ہیں کیونکہ تواتر وہ ہے کہ جسپر زبان اقوام جہان
اہل اسلام کا چلا آوے اور اوسکا کوئی منکر نہووے اور تواتر قرن ثانی اور ثالث ہی اونکے مسلم ہون
اسلیئے کہ تواتر تین قسم پر منقسم ہے ایک تواتر اصطلاحی ہوتا ہے جو مصطلح فن کے ہوں ہین دوم لغوی جو مجرد
بحسب لغت معلوم ہوا اور سوم عرفی جسکو عرف سمجھے کہ یہ تواتر ہے یعنی ہر ایک کی زبان زد ہو کہ یہ بات سچ ہے
(یعنے بولی چال مین آوے ۱۲)
اور اسکی مخالفت کذب صریح معلوم ہوا اور قال سب کا ایک ہی ہو جو واقعہ شہادت کی نسبت ثابت آتا ہے
بنا برین جبکہ تیرہ سو برس سے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت کے متعلق کسینے اختلاف و انکار
نہین کیا لہذا شہادت کا ہونا لازمی ہے اور یہہ کچھہ ضرور نہین کہ جس واقعہ کو ہزارون لاکھون آدمی صدہا

سال سے مانتے ہون تو پھر وہ واقعہ فی نفسہ غلط ثابت ہوجائے جسطرح مرزا قادیانی کے اس کہنے
سے کہ مین ہی مسیح موعود ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ آسمان پر زندہ ہیں اور نہ وہ
حسب اعتقاد مسلمانان پھر زمین پر تشریف لاوین گے جو صریح کتاب و سنت سے باطل ہے پس باوجود
اس خلاف آواز کے سبب ہزارون آدمیون کے عقیدون پر پانی پھر جانے اور ایک مسیح مرزائی
گروہ قایم ہوجانے کے بھی کوئی اس واہی بات کے ساتھہ اتفاق نہین کرتا ورنہ بخیال مرزا حیرت
صاحب کہ (یہہ کچھہ ضرور نہین جس واقعہ کو ہزارون لاکھون آدمی صدہا سال سے مانتے ہون وہ واقعہ
فی نفسہ غلط نہو) تمام اسلامی دنیا اور میرزا حیرت صاحب کو مرزا قادیانی کا دعوی درست و بجا
اور کتاب و سنت جو اسکے خلاف ہے اوسکو غلط اور جھوٹا ماننا و اعتقاد رکھنا چاہیئے نعوذ باللہ منہا
کیونکہ مرزا قادیانی نے بھی جدید طریق استدلال و عجیب و غریب تحقیق متعلق وفات اور عدم نزول عیسے
علیہ السلام تیرہ سو برس کے بعد تمام دنیا کے آگے پیش کیا ہے جو مرزا حیرت صاحب کی اس تحریر
کے مطابق بھی لایق ماننے و عمل اور قابل اعتقاد و اعتبار ہے کہ (اس بات کی ضرورت نہین ہی کہ
جو عقیدہ یا خیال ہزار دو ہزار برس سے کسی قوم مین چلا آتا ہو وہ غلط نہ ہو) پس حسب ارشاد [illegible]
وجود ملایکہ و شیطان و جن اور حور و غلمان وغیرہ وغیرہ اعتقاد سر سید احمد خان صاحب و انکار حجیت حدیث شریف
مولوی عبد اللہ چکڑالوی اہل قرآن کا بھی مرزا حیرت صاحب کو ماننا اور ہم خیال ہونا پڑے گا جو نہون
نے بھی اپنی جدید تحقیق سے ان تیرہ سو برس کے مسلمہ مسائل و اعتقاد کو غلط ثابت کیا ہے حالانکہ تمام
اسلامی دنیا اور مرزا حیرت صاحب بھی ان ہر سہ صاحبان مذکورہ کی عقاید مسطورہ وغیرہ کے بہت سخت خلاف
اور کوسون دور ہین بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا مناسب ہے کہ مرزا حیرت صاحب اپنی اس تحریر بلا
دلائل مرقومہ و خیال مصرحہ سے رجوع فرمائیں جس سے برعکس شبہات واقعہ شہادت ہی ثابت ہوتا ہے ورنہ مرزا
قادیانی اور عبد اللہ چکڑالوی وغیرہ کی جدید تحقیق دربارہ انکار حیات و نزول عیسے علیہ السلام اور انکار
حدیث شریف کیون غلط نہین مانی جاتی اور ہزارون برس کی رائج شدہ بت پرستی اور مسئلہ قتل و صلیب
بابت حضرت عیسے علیہ السلام مسلمہ یہود و عیسائی کو ایک جدید شریعت نے غلط اور باطل بتایا اور اوسکے
غلط ہونے کی شہادت خود خالق ارض و سما نے دی ہے لہذا اگر کوئی عقیدہ ایسا ہو جسے صدہا سال
سے لوگ مانتے ہون اور کروڑہا بندگان خدا کا اسپر یقین رہ چکا ہو تو اوسکی تنسیخ اور تعطیل کیلیئے
جدید شریعت اور شہادت الہی کا ہونا ضروری ہوا پس میرزا حیرت صاحب کا عدم ثبوت شہادت کی
بابت ان دونوں حامیون کے بغیر منادی کرنا سراسر دعوی بلا دلیل اور بے اعتبار ہے اور ہر صدی کی

اور قرن میں مرزا حیرت صاحب جیسے ہزاروں معترزین بلکہ اون سے بھی کئی درجہ بڑہکر عالم وفاضل اور بہت ہی غائر وعمیق نظر والے بزرگان دین سلف وخلف ہر طبقہ میں گذرے ہیں مگر آجتک اس واقعۂ شہادت کو سب کا تسلیم کرنا اور کسی ایک کا بھی انکار نکرنا بمنزلۂ اجماع بلکہ خود اجماع ہو گیا اور بطلان شہادت کے ماننے سے مخالفت اجماع کی لازم آتی ہے اور اجماع دلائل قطعیہ میں سے ہے پس شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بھی قطعی سمجھنا چاہئے گو کوئی صاحب انکی عدم شہادت پر شہادت دے اور اونکی قبر کا ہونا قسطنطنیہ میں بتائے تو اس خیال کے دور کرنے کیلئے بعد از جوابات اعتراضات مرزا حیرت صاحب اگر اہل بینش گوئیں اور کتب معتبرہ کیطرف نظر ڈالتے ہیں حسب ہمارا یہ خدشہ اور خطرہ بالکل مرفوع ہو جاتا ہے اور امام ہمام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ثبوت شہادت کا آفتاب عین الیقین کی آنکھ سے چمکتا ہوا دکھائی دیتا ہے اور کتب محولہ کی اصل عربی عبارت بسبب طول کے عمداً چھوڑ دیگئی ہے تاکہ اردو خوانوں کا وقت ضائع نہو اور ترجمہ بدا سے جن اصحاب کی تسکین خاطر نہو وہ منقول عنہ کو ملاحظہ فرمادیں اسلئے ہر کتاب کا نام لکھدیا گیا ہے۔

تکملہ اعتراض اگر واقعۂ شہادت حضرت امام حسین رضی سچا اور صحیح ہوتا تو تمام جہان میں ایک تہلکہ اور شور برپا ہو جاتا اور ہر کوئی اپنی جان نثاری کو خوشی سے بدل وجان خود بخود حاضر ہوتا حالانکہ بجز معدودے چند اپنے ہی خویشوں کے کوئی آپکے ہمراہ نہ تہا جنکے ساتھ آپکو کربلا میں ایک کثیر فوج شامیوں سے سامنا کرنا پڑا جسکے ہوشربا اور دلگداز سانحہ کا اثر آج تیرہ سو برس کے بعد بھی صاف آنکھوں سے دکھائی دے رہا ہے۔

ایک عام اور اجنبی آدمی کی از روئے ہمدردی بوقت مصیبت ایک دوسرا مدد اور حمایت کرتا ہے اور امام حسین رضی جو تمام جہان کے پیشوا اونکی حب جان نثاری عین ذریعہ نجات ہے کیون کسینے آپکے ساتھ جانا اور اپنا جان قربان کرنا روا نرکہا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ کربلا ایک موضوع اور غلط قصہ ہے۔

جواب بموجب آیۃ کریمہ كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ فتح وشکست خدا تعالےٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے چونکہ واقعہ کربلا بدون شہرت اور خبر ہونے کی ناگہان آناً فاناً چپکے سے بدون ارادہ لڑائی بمجبوری دفعتاً حضرت امام حسین رضی کے پیش آگیا تہا جو موجب قلت مردم اور تنہائی امام حسین رضی کا ہوا اور پہر بھی بوقت خروج از مدینہ منورہ بہت سے آدمیون کو آپنے بزور خود رخصت کیا اور اپنے ساتھ آنے کی انکو اجازت ندی بلکہ بنی عقیل واپس نہ گئے اور بضد زور سے آپکے ہمراہ آکر اونہون نے اپنی جان قربان کی۔ ورنہ ایک جہان حضرت امام حسین رضی کے ساتھ ہوکر اپنا جان ومال قربان کرتا۔ اور یزید کا ایک آدمی بھی تلاش کرنے پر

نہ ملتا کیونکہ بعد ختم ہونے اس واقعہ کربلا کے یزید اور اہل یزید پر کیسے کیسے حملے کئے اور بدلے لئے گئے پہر جون جون یہ خبر ملال اثر منتشر ہوتی گئی تون تون لوگونکا جوش بڑہتا گیا تا آنکہ دن بدن بر وقت معبر ہوجانے اس معاملہ کے ہر شخص اپنا جان ومال اور اولاد قربان کرنیکو خدمت عالی میں حاضر ہونا اور اس جان نثاری کو ایک نعمت غیر مترقبہ اور سعادت دارین سمجہکر شہادت یا لقب غازی ضرور حاصل کرتا جس سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ شہادت سچا اور صحیح ہے ورنہ ایسا عقیدہ بلکلیف اور شہرت پذیر نہوتا جسپر آجتک کسی فاضل محدث اور مجتہد نے چون تک نہیں کیا۔ وَمَنْ اَلدُّ عَلَى فَعَلَيْهِ الْبَيَانُ ہے مانیں نہ مانیں آپکو یہ اختیار ہے۔ ہم نیک وبد حضور کو سمجہائے دیتے ہیں۔ **سوال** حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ تعالےٰ عنہما کوفہ کیون تشریف لیگئے باوجودیکہ آپ جانتے تھے کہ اہل کوفہ دلیل کرینگے۔ آپ کی ترک یاری کرینگے اور ہرگز مدد نکرینگے اور آپ خاص اسی سفر میں قتل ہو جائینگے الخ **جواب** حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ مسجد کو کیون تشریف لیگئے باوجودیکہ آپ جانتے تھے کہ میں قتل کیا جاؤنگا اور اپنے قاتل اور وقت قتل اور زمانے کو بھی جانتے تھے گو اسکے متعلق کوئی خبر واقعی طور پر نہ آئی ہو لیکن قرائن سے یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ آپ مجمل طور سے یہ جانتے تھے کہ میں ضرور قتل کیا جاؤنگا جیسا خبر سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے اور ایک خبر میں یہ آیا ہے کہ آپ اپنی قاتل کو بھی مفصل طور سے جانتے تھے پس جیسا کہ باوجود علم کے مسجد میں تشریف لیجانے سے حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ خودکش نہیں ٹہرتے اور نہ اس سے آپکی خودکشی پر وہ کوشش ثابت ہوتی ہے جسکو عقل قبیح سمجہے ایسا ہی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کوفہ اور کربلا میں تشریف لیجانے سے مورد عتاب اور معرض اعتراض اور محل سوال نہیں بن سکتے۔ دوسرا **جواب** یہ ہے کہ جب اہل کوفہ نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو یزید کا خلاف شرع باتوں اور کبیرہ گناہوں اور بے حد زیادہ جور وستم کی بابت لکہا کہ ہم آپکے جد امجد محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دیکر عرض کرتے ہیں کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیں اگر آپ تشریف نہیں لائینگے ہم کل خدا کے سامنے آپسے جہگڑینگے وغیرہ وغیرہ تو اس بات کے سننے سے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ خدا کے خوف سے کانپ اٹھے اسلئے آپ مجبوراً کوفہ وغیرہ کیطرف تشریف لیگئے جیسا کہ نور العین فی مشہد الحسین سے آگے مفصل طور سے لکہا جائے گا یہان پر مرزا حیرت صاحب یہ فرمادینگے کہ ایسی کتابوں کی وقعت مرزا حیرت صاحب کے نزدیک چڑا چڑیا کی کہانی وغیرہ قصہ سے زیادہ نہیں جو آپکا تکیہ کلام ہے یہ **جواب** جناب من اگر تاریخ کی کتابوں کو صحیح نہ سمجہا جائے تو اگلے تمام واقعات چڑا چڑیا کی کہانی کہے جانے کے قابل ہونگے جو اون

کتابوں میں مندرج ہیں۔ سوال اول جب آپ وہاں پہنچ گئے اور یہہ جان لیا کہ مجھے پانی نہیں ملیگا اور آپ سے پانی کی روک ٹوک کیگئی تو آپنے گڑہا کہود کر پانی کیون نہ نکال لیا باوجودیکہ اگر آپ ایک ہاتھہ بہر کا گڑہا کہودتے تو پانی بہ نکلتا اور پہر آپنے گڑہا نہ کہودا اور اپنے لئے پانی کی اسقدر سختی گوارا کی کہ پیاسے ہی انتقال فرمایا۔ جواب اول تو آپ کو گڑہا کہودنے کی فرصت کہاں تہی جو یہہ کام کیا جاتا کیونکہ اہل یزید آپکو چین اور دم نہ لینے دیتے تھے اور اگر آپ کہودتے بہی تو وہ لوگ کہودنے نہیں دیتے اور ایکدم چارون طرف سے یورش اور حملہ کرکے آپکو پریشان حال کر دیتے کہ جس سے آپ ہرگز نہ کہود سکتے جیسے حضرت عباس کو اونہوں نے خیمہ مبارک تک پانی نہ لانے دیا باوجودیکہ حضرت عباس نے کتنی کوشش کی مگر ناکامی ہوئی اور شانے مبارک شہید ہو گئے اور گڑہا کہودنے پر بہی اہل یزید از روئے عناد در شہادت اونکی شل آب فراط احاطہ کرکے آب نوشی سے ضرور مانع آتے اور اپنی اس اصلی غرض کو کبہی ہاتھہ سے نہ جانے دیتے پہر گڑہا کہودنے سے فایدہ ہی کیا تھا جسپر ایسا لغو اعتراض کیا جائے اسلئے امام صاحب مناسب سمجہکر اور اہل یزید کا طور طریقہ دیکہکر اس کام کی درپے نہو لئے اور نہ آپنے گڑہا کہودا دوم یہہ آپکو گڑہا کہودنے کی ضرورت ہی کیا تہی جبکہ اپکی انگلی مبارک میں سے پانی نکلتا تھا جسکا صاحبزادہ حضرت علی اکبر کے دہن مبارک میں وقت پیاس کے رکہے جانے کی ظہور ہوا اور اہل یزید سے امام صاحب کا پانی مانگنا اور اوسکے لئے اپنی احبابوں کو بہیجنا وہ باب ظاہر اور نیز اتمام حجت کیلئے تہا کہ قیامت کو یہہ لوگ یہہ نہ کہیں کہ انہونے ہم سے پانی مانگا تھا جو ہمنے نہیں دیا یا یہہ پانی لینے گئے تھے جو ہمنے اونکو روک دیا۔ سوال معترض صاحب کا یہہ دعوی کرنا کہ حضرت امام حسین پانی کی جگہہ کو جانتے تھے اور اوسکے استعمال پر قادر بہی تھے تو کیون اپنی آپکو ہلاکت میں ڈالا اور اوسکی تلاش میں کوشش نکی۔ جواب جناب من اگر آپ پانی کی مقام سے واقف بہی تہی اور پہر آپکا اوسکے درپے نہونا عقلاً یہہ کچہہ ممتنع نہیں ہے کہ آپ اپنی مصیبت عبادت گذاری تلاش آب کی کوشش کو چہوڑ دیا ہو کیونکہ آپ اوس سے [illegible] تھے۔ ہر فرقہ اہل اسلام کے نزدیک جسقدر صحیح بخاری اول درجہ کی معتبر و مستند اصح کتاب بعد از قرآن مانی جاتی ہے وہ اظہر من الشمس ہے حاجت بیان نہیں اسی کی حدیث موقوف سے شہادت حضرت امام حسین روز روشن کیطرح ثابت ہو رہی ہے پہر اگر کوئی صاحب جان بوجہہ کر نہ مانے اور انکار و تکرار ہی کرتا چلا جائے تو اس لا مسلم کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں ہے چنانچہ صحیح بخاری نے جہان حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے فضایل سے بحث کی ہے وہان اتنا تذکرہ اور کر دیا ہے کہ جب عبید اللہ بن زیاد کے پاس حضرت امام حسین کا سر مبارک لایا گیا تو حضرت انس نے جو ابن زیاد کے دربار میں موجود تھے سر مبارک دیکہکر صرف اتنا فرمایا کہ ابن زیاد جن لبون پر بید رکہہ رہا ہے ان لبون پر مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

لب مبارک مس کرتے ہوئے دیکہے ہیں پہر ملاحظہ ہو فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۳ مطبوعہ انصاری دہلی صفحہ ۴۹۷ پارہ ۱۴ پہر ملاحظہ فرمائیے ترمذی مطبوعہ اصح المطابع لکہنو صفحہ ۵۴۲ جو اپنی اسی ہم مضمون حدیث کی بابت یہہ الفاظ فرماتے ہیں۔ ہذا حسنٌ صحیحٌ غریبٌ اب یہہ کہو کہ حضرت انس اوسوقت وہان موجود نہ تھے یا اوسوقت اونکا وہان موجود ہونا قرین قیاس معلوم نہیں ہوتا تو اسکا بار ثبوت کسی معتبر تاریخ اور نوشتہ مرزا حیرت صاحب کے ذمہ ہے یا یہہ اعتراض ترمذی فتح الباری اور صحیح بخاری وغیرہ پر ہے کہ اونہوں نے موافق خیال آزاد عقل و قیاس مقدوح روایت و حدیث کو کیون اپنی کتاب میں بدون تحقیق درج فرماکر اپنی اوپر غیر اعتباری اور بدنامی کا دہبہ اور ایسے جلیل القدر صحابی کی شان میں بٹہ لگایا یہہ سب کچہہ مرزا حیرت صاحب کی جدید تحقیق کا نتیجہ ہے کہ یا صحیح بخاری وغیرہ صحیح تر ہے اور امام بخاری رح کی جانکاہ تحقیقات و علمیت اور لوگون کا صحیح بخاری کی اعتقاد و اعتبار پر ایکدم پانی پہر جائے یا حضرت انس جیسے جلیل القدر صحابی کو معاذ اللہ بے غیرت اور بے حمیت کا خطاب دیا جائے یا حضرت امام حسین کی شہادت ثابت ہو اور حضرت انس کا اوسوقت اوس جگہ موجود ہوکر خاموش رہنا اور لب تک نہ ہلانا مصلحت وقت تہا اور ایک بے سامان تن تنہا نفس کو بعد از فوت مطلوب اپنی جان بچانا بہی فرض تھا اور محبت و الفت و [illegible] جو مرزا حیرت صاحب نے فرمایا ہے وہ متعلق بقلب ہے نہ ایسے بے مقدور امور میں متصور ہے۔ کاش مرزا حیرت صاحب کسی موقوف حدیث سے ہی صریحاً بطلان شہادت ثابت کرتے مگر سوائے عقلی ڈہکوسلون کے اور اون سے کچہہ نبن آیا سُنی کتب حدیث میں ایک پیشین گوئی ام فضل حضرت عباس کی بیوی کی روایت سے بہی بیان کی گئی ہے جسکا ماحصل یہہ ہے کہ حضرت امام حسین کے پیدا ہوتے حضور انور کو آسمان سے یہ اطلاع دیدی گئی تہی کہ اپکے نواسے کو آپ ہی کی امت شہید کریگی یہہ پیشین گوئی ہمارے ہان صحاح ستہ میں سے صحیح مسلم نے بیہقی سے اپنی کتاب میں نقل کی ہے۔ بیہقی حدیث کی وہ کتاب ہے جسپر مسلمانون کا کلی اعتقاد و اعتبار ہے اور ایسی معتبر و مستند ہے کہ محدثین صحاح نے اوس سے حدیثین لیکر اپنی کتابوں میں درج کی ہین۔ ورنہ بقول مرزا حیرت صاحب کے بیہقی وہ کتاب ہے جسنے تمام جہان کی موضوع اور ضعیف حدیثین اپنے ہان جمع کی ہیں [illegible] اصحاب صحاح نے اپنی کتابوں میں درج فرمائیں وہ تمام جہان میں مقبول عام ہو گئیں۔

بصدق و ارادت میان بستہ دار — ز طامات و دعوے زبان بستہ دار
قدم باید اندر طریقت نہ دم — کہ اصلے ندارد دم بے قدم
بزرگان نقد صفا داشتند — چنین خرقہ زیر قبا داشتند

مرثیہ شہادت

ہائے دیکھا یہ زحیرت کا تم نے یہ غضب
شرم دنیا ہے کہاں انکو کہاں ہی خوف رب
کیا نیا اس نے نکالا اپنی شہرت کا سبب
ہے جو انکار شہادت کام اسکا روز و شب

مومنوں ہی کو نہیں اسنے کیا اندوہگین
اہل سنت کا تو ہم سے بڑھ کے الاہی یقین

ایک مرزا نے بھر الگھر میں مسیحائی کا دم
تیسرے مرزا ربیع الدین صاحب بیش و کم
دوسرے نے پکڑا انکار شہادت پر قلم
انکے بھی اٹھنے لگے تائید حیرت میں قدم

اپنے ہی جسموں کے پھوڑے پھوٹ نکلے ہیں یہ سب
چیپ جن کا ہوگیا تکلیف عالم کا سبب

پوچھتا ہوں تم سے میں سچ سچ بتاؤ میرزا
کون ہو تم اور ہم سی ہی تمہیں پرخاش کیا
تم نے کیوں صدیوں کے شیرازہ کو برہم کر دیا
ایسے جھگڑے لے کے بتاؤ تم کو ہے کیا فائدا

فتنۂ خفتہ کو کیوں تم نے جگایا مہربان
اور اس پر زور اتنا الحفیظ و الامان

پہلے اس سے تھا تمہارا ایک سیدھا سا بھاؤ
صاحب اخبار بنکر کیا ہوا تم کو بتاؤ
بحث سے بھی کچھ غرض اور تھا نہ جھگڑوں سے لگاؤ
چڑھ گیا کیونکر یکایک آپکی عادت کا بھاؤ

لارڈ کرزن اب نہیں ہیں ہند کے فرمانروا
اب بدلنی چاہئے کرزن گزٹ کی بھی ہوا

ناز تم کو کس لئے ہے اس نئی تحقیق پر
آپنے کیا تیر مارا اسکو اب پھر چھیڑ کر
جبکہ جھگڑے ہوچکے ہیں اسپہ صدیوں پیشتر
لکھنے والے لکھ گئے ہیں اس کو تم سے خوبتر

تم محقق ہو کہاں کے صرف ہو اک نکتہ چین
بنتے کس منہ سے ہو تم پھر حامی دین متین

سید والا نسب عالی ہمم حضرت حسینؑ
انکی عظمت ماننا ہر حال میں ہی فرض عین
جنکے نانا تھے رسولؐ خاص رب المشرقین
واسطے انکے اگر بھر لاؤ تم بھی اپنے نین

فرق آجائیگا کیا کچھ آپ کے اسلام میں

بلکہ ہوگا زور علم روح میں الہام میں

ماننے والی شہادت کی ہیں سب کیا بیوقوف
کیا عقائد انکے ہیں کمزور مٹی کے ظروف
لکھدیئے بے سمجھے بوجھے کیا کروڑوں تک حروف
جن کا آسانی سے ہو سکتا ہی چٹکی میں حذوف

اتنے عالم مجتہد موجود ہیں اور ہوچکے
کیا یونہی بیفائدہ سب وقت اپنا کھوچکے

مسئلہ فرضی شہادت کا جو تم نے لکھدیا
تم جو کہتے ہو کہ تھا اک راز اب وہ کھل گیا
کیوں جی ایسی ہی کڑی سے تم کو کیا حاصل ہوا
سیکڑوں برسوں سے کیا سارا جہاں تھا باولا

تم نرالے سب سے پیدا ہوگئے ایسے کہ بس
کاٹ ڈالے تم نے گھر پا لیکے سب خار و خس

پھول جانا اسقدر اس قوت تقریر پر
فوق دینا خواہ مخواہ تدبیر کو تقدیر پر
ناز کرنا حد سے زیادہ طاقت تحریر پر
مرحبا ہے یار تجھ پر اور تیرے پیر پر

پر یہاں پہ بے تکی باتیں تری سنتا ہے کون
جھرجھری آواز کے نغمہ پہ سر دھنتا ہے کون

یار من دعویٰ تو کرتے ہو مگر ہے بے دلیل
ایک انکار شہادت اور مضامین طویل
دعوئے بے بنیاد کرنا مدعی کو ہے ذلیل
اسقدر باتیں زیادہ اور مطلب بس قلیل

بس ہوا معلوم لفاظی ہے اور زور قلم
ورنہ ہوتے کچھ نہ کچھ پکے دلائل بیش و کم

ہر زمانہ میں خدا کا فضل ہے وہ فیض عام
ایسے بھی موجود ہیں اللہ کے بندے نیکنام
ایک ہی بندہ پہ جو ہوتا نہیں ہرگز تمام
جن کے آگے طفل مکتب کیطرح تم بھی ہو خام

وہ کبھی میدان میں آئے تو گھبرا جاؤگے
حد سے باہر جسقدر ہو اتنے ہی پچھتاؤگے

آہ این چہ حالت ست کہ عالم خراب شد
سرو ز بوستان ولایت ز پا فتاد
چون ذرہ بیقرار از آنم کہ کربلاء
از یاد کربلا دل ما بیقرار گشت
روئے چنانکہ بوسہ گہ مصطفےٰ بدے

بحر زلال آل محمد سراب شد
برج ز آسمان ہدایت خراب شد
بیت الوبال کوکبۂ آفتاب شد
وز داغ ابتلا جگر ما کباب شد
در خاک شد فتادہ و از خون خضاب شد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امام حسین کی شہادت کی خبر دینا

ابو امامہ باہلی سے مروی ہے کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ اس لڑکے یعنی امام حسین
علیہ السلام کو تم مت رلایا کرو۔ اس روز جناب ام سلمہؓ کے گھر کی باری تھی حضرت صلی اللہ علیہ
کے پاس جبرئیل نازل ہوئے حضرت گھر کی کوٹھری میں تشریف لیگئے اور ام سلمہ سے فرمایا میرے پاس
کسی کو مت آنے دینا ناگہاں جناب حسین علیہ السلام تشریف لائے اور حضرت کو دیکھکر کوٹھڑی میں
گھسنے لگے جناب ام سلمہ نے انکو پکڑکر گلے سے لگا لیا۔ اور انکو اندر جانے سے روک کہا اور انکو رونے
سے چپ کرانے لگیں جب وہ بہت رونے لگے جناب ام سلمہ نے انکو چھوڑ دیا۔ اور وہ حضرت کے
پاس جاکر گود میں بیٹھ گئے جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا آپ کی امت انکو عنقریب قتل
کرے گی اور ہاتھ بڑھا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تھوڑی سی مٹی دی اور کہا وہ ایسی مکان
میں شہید کیئے جائیں گے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب حسینؓ کو گود میں لیئے ہوئے نہایت
غمگین برآمد ہوئے جناب ام سلمہ نے خیال کیا کہ شائد حضرت جناب حسینؓ کے اندر جانیسے ناراض ہوئے ہیں
وہ عرض کرنے لگیں یا نبی اللہ میں آپکے قربان ہوجاؤں حضور نے ہمیں فرمایا تھا کہ اس لڑکے کو
مت رلایا کرو اور یہ بھی حکم دیا تھا کہ کسیکو میرے پاس گھر میں مت داخل ہونے دینا جب جناب امام حسینؓ
تشریف لائے تو میں نے انکو روک رکھا تھا حضرت نے جناب ام سلمہ کو کچھہ جواب ندیا اور صحابہ کے پاس
تشریف لائے سب صحابہ بیٹھے ہوئے تھے حضرت نے انسے فرمایا تحقیق میری امت اسکو شہید کریگی
صحابہ میں حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے حضرت نے انکو دکھا کر فرمایا
کہ جہانپر یہ شہید کیئے جائیں گے وہاں کی یہ مٹی ہے + اخرجہ الطبرانی فی الکبیر فی مسند ابی
امامۃ الباہلی ۔ انس بن حارث کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے
ہوئے سنا ہے کہ یہ میرا بیٹا یعنے امام حسینؓ عراق کی زمین مارا جائیگا جسکو کہ کربلا کہتے ہیں ۔
پس جو شخص کہ تم میں سے وہاں موجود ہو اسکو چاہیئے کہ اسکی مدد کرے ۔ پس انس بن حارث
امام حسینؓ کے رکاب سعادت میں نکلے اور وہاں شہید ہو گئے ۔ (اخرجہ بن السکن والبغوی
وابن مندہ وابو نعیم وابن عساکر) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے
روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے .... کہ جبرئیل
علیہ السلام نے مجھکو خبر دی ہے کہ میرا بیٹا حسینؓ طف کی زمین میں مارا جائے گا اور یہ مٹی

مجھکو لاکر دکھائی گئی ہے۔ کہ اسمیں انکی قبر ہوگی (اخرجہ بن سعد والطبرانی) ابی سلمہ
بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی جناب
میں تشریف لائے اور اسوقت حضور کے پاس جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے
گھر میں جبرئیل تشریف رکھتے تھے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور سے عرض کیا کہ انکو آپکی امت
مار ڈالے گی اور اگر آپ چاہیں تو میں اس زمین سے خبر دے سکتا ہوں جسمیں کہ وہ شہید ہونگے
اور جبرئیل نے اپنی ہاتھ سے طف عراق کی طرف اشارہ کیا اور سرخ مٹی وہاں کی آپکو دکھائی
(اخرجہ البیہقی) ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ مجھکو جبرئیل علیہ السلام نے خبر دی کہ میری امت اس میرے بیٹے حسینؓ کو عنقریب قتل کریگی
اور مجھے سرخ مٹی وہاں کی لادی ہے (اخرجہ ابوداؤد والحاکم) جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا
کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ آج میرے پاس ایک فرشتہ آیا ہے جو آگے اس سے
کبھی نہیں آیا تھا کہنے لگا بہ تحقیق۔ آپکا بیٹا حسینؓ شہید ہونے والا ہے اگر آپ چاہیں تو جس زمین
میں وہ قتل ہونگے اسکی مٹی حضور کو دکھاؤں پس سرخ مٹی مجھے نکالکر دی + (اخرجہ احمد)
معاذ بن جبل کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مجھے حسینؓ کی شہادت سے
خبردار کیا گیا ہے اور مجھہ کو اسکی مٹی دکھائی گئی ہے اور اسکے قاتل کی خبر دی گئی ہے (اخرجہ الدیلمی)
انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مینہہ کے فرشتے نے پروردگار عالم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیئے
اذن مانگا خداوند تعالیٰ نے اسکو اذن دیا اسدن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب ام المومنین ام سلمہ
رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف رکھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلمہؓ دروازہ بند کردے تاکہ
ہمارے پاس کوئی نہ آئے اتنے میں جناب حسینؓ تشریف لائے اور دروازہ کو دھکیل کر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پر کود پڑے حضور انکو چومنے لگے فرشتے نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ ان سے محبت رکھتے ہیں
آپنے فرمایا ہاں اس نے عرض کیا کہ آپ کی امت انکو قتل کریگی اگر آپ چاہیں تو میں آپکو وہ مکان
دکھاؤں جہاں یہ شہید ہونگے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ جگہ دکھائی اور حضور کو نرم مٹی یا خاک
وہاں کی لاکر دی پس اس مٹی کو جناب ام سلمہ نے اپنے کپڑوں میں رکھ لیا بغوی نے معجم میں اور ابو
حاتم نے اپنی جامع صحیح میں اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا میں اس حدیث کو روایت کیا ہے اور امام
احمد نے بھی اسیطرح سے روایت کی ہے اور ملا نے اپنی سیرت میں اس حدیث کو کسیقدر زیادتی
سے روایت کیا ہے کہ جناب ام سلمہ روایت کرتی ہیں کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی بھر

سرخ مٹی مجھکو دی اور کہا یہ مٹی اُس زمین کی ہے کہ جہان وہ شہید ہونگے پس جبکہ یہ خون بنجائے تمنے جان لینا کہ وہ قتل ہوگئے ہین جناب ام سلمہ کہتی ہین کہ مینے اسکو ایک شیشی مین رکھ لیا اور مین اسکو لوٹ پوٹ کرتی رہی ایکدن جو مینے اسکو دیکھا تو وہ خون ہوگئی تھی + اخطب الخطبا البلغ البلغا اصبغ بن نباتہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم جناب امیر علیہ السلام کی رکاب سعادت مین موضع قبر حسین علیہ السلام پر گذرے جناب امیر علیہ السلام فرمانے لگے یہ انکے اونٹون کے بیٹھنے کی جگہ ہے یہ انکے اسباب کی جگہ ہے یہ انکے خون کی بہنے کی جگہ ہے - ایک گروہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اس میدان میں شہید ہوگا انپر آسمان اور زمیں روئیں گے - (اخرجہ الملاء وابو نعیم) شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ طیبہ کو آرہے تھے انکو خبر لگی کہ جناب حسین علیہ السلام عراق کیطرف توجہ فرمائی ہے وہ اسی سفر مین آملے اور رہنہ مین دو راتین انہین کے ساتھ رہے پس کہنے لگے اللہ تعالے نے اپنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو درمیان دنیا اور آخرت کے مختار کیا ہے پس حضور نے آخرت کو اختیار فرمایا اور آپ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ ہین آپ لوگون مین سے کسی ایک کو بھی دنیا نہین ملیگی اور خدا تعالے نے آپ جیسا جیون کسی کو نہین بنایا مگر ایسی چیز کیلئے جو آپکے لئے بہت بہتر ہے آپ یہان سے واپس تشریف لیچلیں آپنے انکار کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا مین وداع ہوتا ہون شہید سے (اخرجہ البیہقی) جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا روتے ہوئے اور سر اقدس اور ریش مبارک غبار آلودہ مینے وجہ استفسار کی آپنے فرمایا ہم ابھی قتل حسین پر سے آرہے ہین جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جناب حسین علیہ السلام کا قاتل آگ کے ایک صندوق مین ہوگا اسپر نصف اہل نار کا عذاب ہوگا راس جالوت کا بیان ہے کہ مین ہمیشہ سنا کرتا تھا کہ کربلا مین کسی نبی کا بیٹا قتل کیا جائیگا اسواسطے جب مین کربلا مین پہنچتا تو ادب کی وجہ سے اپنے گھوڑے کو جلد وہان سے چلا کر لیجاتا حسین علیہ السلام کے شہید ہونے کے بعد بھی مین اسی طرح وہان سے گذر کرتا اخرجہ الطبرانی فی الکبیر -

جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا بیان

علامہ ابو اسحاق اسفرائنی اپنی کتاب مسمی نور العین فی مشہد الحسین مین لکھتے ہین کہ ایک دن

جناب امام حسین علیہ السلام اپنے گھر مین بیٹھے ہوئے تھے کہ کوفہ کے ایک عورت نے دروازہ کھٹکھٹایا - جناب امام حسین نے فرمایا دروازہ پر کون ہے عرض کیا گیا اہل کوفہ کا ایک ایلچی ہے آپنے اُسکو اندر داخل ہونے کا اذن دیا اس نے داخل ہو کر جناب امام کو ایک خط دیا آپنے اسکو لیکر پڑھا دیکھا کہ وہ خط اہل کوفہ کیطرف سے ہے ہمین لکھتے ہیں یا امام حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے آپکو معلوم ہوگا - کہ یزید بن معاویہ نے ظلم اور جور اور بے گناہون کو قتل کرنا اور لوگون کی مال کا لوٹنا شروع کیا ہے اور سرکشی اور تمرد کو اختیار کیا ہے ہر طرف اسکا ظلم پھیل گیا ہے - بری باتون کیلئے حکم کرتا ہے اور اچھی باتون سے باز رکھتا ہے شراب پیتا ہے خدا سے نہین ڈرتا تمام شہرون مین برائیون کو پھیلاتا ہے ظلم و جور کو بالکل ظاہر کر رکھا ہے یا ابا عبد اللہ ہم پہلے قریب ایک ہزار خط کے آپ کی خدمت میں بھیج چکے ہیں - ہم آپکی تشریف آوری کیلئے عرض کرتے ہیں کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیں ہم آپکی یزید کے مقابلہ مین مدد کرینگے آپ اپنے باپ دادا کی خلافت کو لیلیں کیونکہ خلافت آپکا اور آپکے والد بزرگوار کا حق ہے نہ یزید اور اسکے باپ کا آپ ہم پر اپنے اہل بیت میں سے کسیکو والی کر کے بھیدیں ہم آپکے جد امجد محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ دیکر عرض کرتے ہیں کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیں اگر آپ تشریف نہین لائینگے ہم کل خدا کے سامنے آپسے جھگڑینگے ای ہمارے پروردگار امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ نے ہمپر ظلم کیا ہے اور ہم میں ظلم اور جور کو روا رکھا ہے آپ خدا کو کیا جواب دینگے اور اللہ کے حقوق سے کیونکر چھوٹ سکینگے جب جناب امام حسین علیہ السلام نے خط کو پڑھا آپکے بدن مبارک پر رونگٹے کھڑے ہو گئے خدائے پاک کے خوف سے (انتہی) عمار بن معاویہ ذہبی کہتے ہیں کہ مینے جناب ابو جعفر محمد بن علی بن حسین علیہ وعلی آبائہ السلام سے عرض کیا کہ آپ مجھے جناب حسین رضی اللہ تعالے عنہ کی شہادت کا ذکر اسطرح سے بیان کرین کہ اسکی تصویر میری آنکھون مین پھر جائے آپنے ارشاد کیا کہ جب امیر معاویہ مرگیا ان دنون میں ولید بن عتبہ بن ابی سفیان مدینہ کا حاکم تھا - اس نے جناب امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ کیطرف یزید کی بیعت کرنیکے لئے پیغام بھیجا آپ نے فرمایا مجھے مہلت دی اور نرمی کی اس نے مہلت دی آپ مکہ معظمہ مین تشریف لے گئے آپکے پاس کوفیوں کی خط پہونچے کہ ہمنے آپکی وجہ سے اپنے آپ کو یزید کی بیعت سے روک رکھا ہے اور ہم حاکم کے ساتھ نماز جمعہ مین شریک نہین ہوتے آپ ہمارے پاس اپنا آدمی اپنی گھر کے لوگون مین سے بھیدیں ان دنون نعمان بن بشیر الانصاری کوفہ کا حاکم تھا - جناب امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ نے انکے پاس مسلم کو بھیجا اور فرمایا کوفہ کیطرف جاؤ اور دیکھو یہ کیا لکھتے ہیں اگر یہ سچ ہے تو ہم کوفہ مین آئیں مسلم وہان سے مدینہ طیبہ مین آئے اور وہان سے دو رہنما اپنی ساتھ لیکر بیابان کیطرف نکلے - پیاس کیوجہ سے ایک رہنما مر گیا

اور مسلم کوفہ میں پہونچ گئے اور عوسجہ نامی ایک شخص کے گھر میں فروکش ہوئے جب کوفیون کو انکی تشریف
آوری کی خبر لگی تو جوق جوق انکی خدمت میں آنے لگے اور ان میں دس ہزار آدمی نے بیعت کی ایک
شخص یزید کی ہوا خواہون میں سے نعمان بن بشیر سے کہنے لگا تو ضعیف ہے اسلئے شہر بگڑ گیا ہے
نعمان بن بشیر نے کہا اگرچہ میں خدا کی طاعت میں ضعیف ہون لیکن میں اسکو اس سے بہتر سمجھتا ہون
کہ خدا کی معصیت میں قوی ہون میں کبھی کسی کی پردہ دری نہیں کی اس آدمی نے یہ ماجرا یزید کو
لکھ بھیجا یزید نے اپنے غلام سرجون سے مشورہ کیا اسنے رائے دی کہ اسوقت کوفہ کی حکومت کے لئے
ابن زیاد ملعون سے کوئی زیادہ لائق نہیں یزید نے اسکو بصرہ سے معزول کیا ہوا تھا یزید نے اس کو
خط لکھکر خوشنود کر لیا اور اسی حکومت میں کوفہ کو اور بڑھا دیا اور حکم دیا کہ کوفہ میں پہونچکر مسلم کو تلاش
کرے اگر وہ ہاتھ لگ جائیں تو مار ڈالے ابن زیاد اہل بصرہ کے سامنے کوفہ روانہ ہوا اور لباس بدلکر رات
کے اندھیری میں داخل کوفہ ہوا کسی آدمی کے پاس سے نہیں گذرتا تھا کہ وہ اور اہل مجلس اسکو جناب
امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ گمان کر کے السلام علیکم یا ابن رسول اللہ نہیں کہتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ جناب
امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ تشریف لے آئے ہیں جب ابن زیاد قصر دار الامارہ میں اترا اس نے اپنے ایک غلام
کو تین ہزار درہم دیئے اور کہا جا کر اس شخص کو تلاش کر کہ جسکی اہل کوفہ بیعت کرتے ہیں اور اسکے پاس
پہونچکر یہ جتلا کہ میں حمص سے آیا ہون اور یہ روپیہ اسکو دیدے اور اسکی بیعت کر وہ غلام اسیطرح سے ہر ایک
سے بملائمت پوچھتا پھرتا رہا یہانتک کہ اسکو ایک بزرگ کے پاس لیگئے اس نے اسکے پاس اپنا حال بیان کیا۔
وہ بزرگ بولا کہ مجھے مسرت حاصل ہوگی جبکہ تجھے اور مجھے اللہ تعالے ہدایت دیگا۔ ہمارا کام ابھی پختہ
نہیں ہوا ہے پھر اسکو مسلم کے پاس لے گیا اور اس نے بیعت کی اور وہ مال انکو دیدیا وہان سے نکلکر ابن زیاد
کے پاس آیا اور خبر بیان کی جب ابن زیاد کوفہ میں آیا تھا تو اسوقت مسلم عوسجہ کے گھر سے ہانی بن عروہ مرادی
کے گھر میں چلے گئے تھے۔ ابن زیاد لوگون سے کہا کرتا تھا کہ ہانی کا کیا حال ہے وہ میرے ملنے کو نہیں آتا۔
پس محمد بن اشعث اکابر اہل کوفہ کے ساتھ اسکے پاس گیا وہ اسوقت اپنے گھر کے دروازہ پر تھا اس کو
کہنے لگا امیر تجھے یاد کرتا ہے اور تیری نہ ملنے کی وجہ پوچھتا ہے وہ اسکے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر ابن زیاد
کے پاس گیا ابن زیاد کے پاس اسوقت قاضی شریح بھی موجود تھا جب اس نے ابن زیاد کو سلام کیا
ابن زیاد بولا لے ہانی مسلم کہان ہے وہ کہنے لگا میں نہیں جانتا ہون ابن زیاد نے اس غلام
کو دیکھا وہ ابن زیاد کے سامنے زمین پر گر گیا اور کہنے لگا ای امیر میں نے مسلم کو اپنے گھر میں نہیں بلایا وہ
خود آگیا ہے ابن زیاد نے کہا اسکو میرے پاس لا وہ کسمسایا لوگون نے اسکو پکڑ کر نزدیک کیا ابن زیاد نے

چھڑی سے اسکو مارا اور اسکے قید کرنے کا حکم دیا جب یہ خبر اسکی قوم کو پہونچی قصر دار الامارہ کے دروازہ
پر اکٹھے ہو کر آئے جب ابن زیاد نے جھگڑا سنا قاضی شریح سے کہا نکلکر انکو کہدے کہ میں نے ہانی کو اسلئے بند
کیا ہے کہ اس سے مسلم کی خبر پوچھون مجھ سے کوئی تکلیف اسکو نہیں پہونچیگی۔ لوگ سنکر متفرق ہوگئے
جب مسلم کو ہانی کے قید ہونے کی خبر لگی کوفہ کے چالیس ہزار مرد اسکے پاس جمع ہوگئے اور مسلم سوار ہوئے
اسوقت قصر میں ابن زیاد کے پاس اکابر کوفہ جمع تھے اس نے انکو حکم دیا کہ اپنے اپنے قبیلہ سے باتیں کر کے
انکو لوٹا دو وہ انکو تسلی دینے لگے شام کیوقت مسلم کے پاس چند نفر تھے سوا کوئی باقی نرہا جب اندھیرا
ہوگیا تو وہ بھی چلتے رہے اور مسلم اکیلے رہ گئے رات کو راہ میں بھٹک کر ایک عورت کے دروازہ پر پہونچے اس
عورت سے کہا مجھے پانی پلا اس نے پانی پلایا اور کہا ای بندہ خدا تم پریشان معلوم ہوتے ہو تمہارا کیا
حال ہے آپنے کہا میں مسلم ہون آیا تیرے پاس آرام کی جگہ ہے اس عورت نے کہا ہان آپ اندر آیئے
آپ اندر گئے اس عورت کا ایک بیٹا تھا جو محمد بن اشعث کی غلامی کیا کرتا تھا۔ اس نے جاکر
محمد بن اشعث کو خبر پہنچائی۔ ناگہان مسلم کیا دیکھتے ہیں کہ تمام گھر کا لوگون نے محاصرہ کر لیا ہے
جب مسلم نے یہ دیکھا اپنی تلوار کھینچکر باہر نکلے اور جنگ کرنے لگے محمد بن اشعث نے ان کو امان دیکر
ہاتھہ پکڑ لیا اور ہمراہ لیکر ابن زیاد کے پاس آیا۔ ابن زیاد نے حکم دیا کہ انکو قصر کی چھت پر
لیجاؤ لوگون نے چھت پر چڑھا کر انکو شہید کیا اور ہانی ابن عروہ کو بھی مار ڈالا اور دونو کی نعش کو
لٹکوا دیا یہ خبر جناب امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کو نہ ملی جبتک وہ قادسیہ سے تین میل پر پہونچ گئے
آپ سے حر بن یزید التمیمی ملا اور عرض کیا آپ واپس تشریف لیجائیں اور انکو مسلم کے شہید ہونے پر
آگاہ کیا حضرت کے رکاب سعادت میں مسلم بن عقیل کے بھائی بھی موجود تھے۔ انہون نے کہا جبتک
کہ ہم بدلا نہ لیں یا قتل نہ ہو جائیں واللہ ہم واپس نہیں جائینگے۔ ابن زیاد نے انکیلئے فوج تیار کی
ہوئی تھی جو ان سے کربلا میں آملی اس فوج کا امیر عمر بن سعد ابن ابی وقاص تھا ابن زیاد نے
ری کی حکومت کا اس سے وعدہ کیا تھا کہ جناب امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ سے جنگ کرنے کے بعد اس ملک کا اسکو
حاکم کیا جائیگا جناب امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ نے اس سے بیان فرمایا کہ تین باتون میں سے ایک بات کو اختیار
کرکے یا تو ہمیں کسی قلعہ تک پہونچ جانے دے۔ یا ہم مدینہ طیبہ کو لوٹ جائیں یا ہم کو یزید کے پاس پہونچادے
عمر بن سعد نے پہلی شرط کو قبول کیا اور ابن زیاد کو لکھ بھیجا ابن زیاد نے جواب میں لکھا میں قبول
نہیں کرتا حسین کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیا جانا چاہیئے جناب امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ اسکو قبول نہ
فرمایا اسپر جنگ شروع ہوگئی اور آپ کے ساتھ تمام آپکے اصحاب شہید ہوگئے ان میں آپکے

اہل بیت کے تہ و جوان تھے آپ سب سے آخر مین شہید ہوئے آپکا سر اقدس ابن زیاد کے پاس لائے ابن زیاد نے اسکو اور آپکے اہل بیت کو یزید کے پاس بھیجدیا ان مین جناب علی بن حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہم بھی تھے اور جناب کی پہوپہی حضرت زینب بنت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تہین یزید نے انکو مدینہ منورہ مین بہیجدیا (اصابہ فی تمیز الصحابہ لابن حجر) جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنان انس نخعی نے قتل کیا ہی بعض یہ کہتے ہیں کہ بنی مذحج کے ایک آدمی نے بعض کہتے ہیں شمر بن ذی الجوشن نے قتل کیا ہے اور شمر برص وار تہا اور خولی بن یزید الاصبحی آپکا سر اقدس نیزہ پر چڑہا کر ابن زیاد کے پاس لایا تہا (استیعاب) ہلال بن نافع کہتا ہے کہ مین عمر و بن سعد کے پاس کہڑا ہوا باتین کر رہا تہا کہ ایک چلاتا ہوا آیا ای امیر بشارت ہو حسین مارے گئے ہلال کہتا ہے خدا کی قسم ہے مینے کسی قتیل کو خون مین لتہڑا ہوا انکی مانند نہین دیکھا اور باوجود اسکے چہرہ کا نور و جمال آسمان کیطرف صعود کر رہا تہا پہر مینے انکے جسد اطہر کے زخمون کا شمار کیا جو تلوارون سے اور نیزون سے اور تیرون سے لگے تہے کل اکیسو بیس زخم تھے + (نور العین فی مشہد الحسین) جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سنہ ۶۱ اکسٹھ ہجری کے ابتدا مین جمعہ کے دن ہوئی ہے اور بعض کہتے ہین کہ ہفتہ کے دن ہوئی ہے دسوین محرم کو کربلا کے میدان مین جو ملک عراق مین واقع ہے (اسد الغابہ) حبیب بن ثابت کہتا ہی کہ جب امام حسین شہید ہوگئے زید بن ارقم نے مسجد کے دروازہ مین بیان کیا کہ ای تمنے یہ فعل کیا ہی مین گواہی دیتا ہون کہ مینے آنحضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہی کہ ای پروردگار مین ان دونو کو اور صالح المومنین کو تیرے سپرد کرتا ہون جب یہ بات ابن زیاد سے بیان کیگئی زید بن ارقم یون کہتے ہین وہ کہنے لگا یہ سبب بڑہاپے کی اسکی عقل جاتی رہی ہے اخرجہ الطبرانی فی الکبیر صحیح بخاری مین وارد ہے کہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا سر مبارک شہید ہوکر شام کو گیا تھا تو ریش مبارک مین وسمہ کا خضاب تہا از غائیۃ الاوطار ترجمہ اردو در مختار جلد ۴ صفحہ ۵۴۲ کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ مطبوعہ نولکشور بار سوم ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۱۸ھ مطابق ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء

جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر جنات کا نوحہ

حبیب بن ثابت کہتے ہین کہ بنی پریون کو جناب امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شہادت پر روتے سنا ہے کہ کہتی تہین نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انکے ماتھے کو چوما ہی انکے رخسارون مین چمک تہی انکے

ماں باپ قریش کے بزرگ تھے - انکے نانا سب ناناؤن سے بہتر تھے (اخرجہ ابو نعیم) جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ مینے امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شب شہادت مین ایک کہنے والے کو کہتی ہوئی سنا ہے کہ جہالت سے امام حسین کے قتل کرنے والو تمکو عذاب اور خواری کی بشارت ہو - تم پر لعنت ڈالی جاچکی ہے سلیمان ابن داؤد کی اور موسیٰ اور حامل انجیل یعنی عیسیٰ کی زبان سے (صواعق محرقہ) حبیب بن ثابت جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ فرماتی تہین جب سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا مینے سوا اس رات کے کبھی جنات کے نوحہ کی آواز کو نہین سنا مینے اسیوقت سمجھا کہ میرا بیٹا یعنی حسین پیارا مارا گیا ہے مینے اپنی خادمہ سے کہا کہ باہر نکل اور پوچھ اس نے مجھے خبر لاکر دی کہ وہ شہید ہوگئے ہیں ۔ وہ یہ نوحہ کرتی تہین خبردار ہو اے میرے رونیوالی آنکھ اور سعی کر رونے مین اور میرے بعد شہیدون پر کون روئیگا ایسے گروہ پر کہ موت انکو کہینچکر لے گئی طرف ایسے ملک اور زمانے کے ظالم بادشاہ کے + اخرجہ ابو نعیم) **اعتراض** اسکے بعد آسمان سے مرثیہ خوانی کی آوازین آئین اس بات کو صاف پکار کہہ رہی ہیں کہ اس کتاب **سر الشہادتین** کا مصنف یقیناً کوئی غالی شیعہ ہے کیونکہ اہل سنت والجماعت کی علما اس بات کا فتوی دے چکے ہین کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر رونا اور ماتم کرنا یا مرثیے پڑہنا سخت مذموم امر ہے مولوی شاہ اسمعیل شہید نے اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے سنن ابن ماجہ کی روایت کے بموجب اس قسم کی قصہ کہانیوں کا سلسلہ حرام مطلق بیان کیا ہی الخ **جواب** اگر اس علت کے سبب صاحب سر الشہادتین غالی شیعہ ہے تو کیا ابو نعیم اور صواعق محرقہ کے اصحاب بھی غالی شیعہ ہیں جن سے آسمان سے مرثیہ خوانی کی آوازون کا آنا اور جنات کا رونا ثابت ہی بدون جزع فزع صرف درد دل سے رونا اور آنسو بہانا ہرگز منع نہین جیسے کہ مشکوٰۃ میں بروایت حضرت انس مروی ہی کہ بوقت وفات صاحبزادہ حضرت ابراہیم کی آنحضرت سرور عالم صلعم کے آنکھون مبارک سے آنسو جاری تھے حضرت انس نے عرض کی کہ آپ ہمکو گریہ کرنے سے منع فرماتے ہین اور خود روتے ہیں آنحضرت نے فرمایا کہ یہ رونا منع نہین یہ تو رحمت ہی کیونکہ یہ تو صرف دل کو درد پہنچتا ہے اور آنکھون سے پانی جاری ہوتا ہی ورنہ خاتون جنت حضرت فاطمہ کو وفات والد ماجد سرور عالم میں تا حیات نہ رونا یا وہ خلاف شرع رونا بیشک منع و حرام مطلق ہے اور نوحہ مذکورہ جنات میں سے کوئی بات خلاف شرع اور مذموم امر معلوم نہین ہوتا جسپر اعتراض کیا جائے اور مولوی اسمعیل دہلوی اہلسنت والجماعت کی علما مین سے نہین ہین بلکہ وہ پیشوا اور رواج وہ مذہب ہیں جنکے کفر پر علما اہل سنت والجماعت ہی نے فتوی دیا ہوا ہی اور جمہور علما کی مقابل مین صرف اکیلی حضرت شاہ ولی اللہ کو ترجیح نہین ہوسکتی - باقی

رہا پیٹنا اور ماتم کرنا یہ تو بیشک ہر حال مین منع اور حرام ہی خواہ خلاف شرع ہو یا نہو اور جنات کا ماتم کرنا کہین ثابت نہین ہوا

امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سر اقدس کی کرامتین

منہال بن عمرو کہتا ہے کہ واللہ مینے دیکھا کہ جب جناب امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا سر اقدس نیزہ پر چڑھایا گیا اور مین اسوقت دمشق مین تھا سر اقدس کے سامنے ایک مرد قرآن شریف کی سورہ کہف پڑھ رہا تھا جب اس آیت کریمہ پر پہونچا کہ جسکا ترجمہ مبارک یہ ہی کہ کیا جانا تو نے اصحاب کہف اور رقیم تھے وہ ہماری عجیب نشانیون مین سے سر اقدس فصیح زبان سے بولا کہ اصحاب کہف سے میرا قتل اور نیزہ پر چڑہایا جانا زیادہ تعجب انگیز ہے + (اخرجہ ابن عساکر) **اعتراض** یہان ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ یزیدیون مین سے کسی نے نہ سنا - **جواب** سنا کیون نہو گا اپنی شرمندگی اور سیاہی کے سبب کسی کے آگے انہون نے ذکر نکیا ایسی خاموش ہو گئی کہ گویا سنا ہی نہین - اور نیز انکو سنانے کی ضرورت ہی کیا تھی کیونکہ وہ تو پہلی ہی سے مردود ہو چکے تھے غرض اس سے دوسرے اشخاص کو سنانا تھا کہ وہ اپنی ثابت قدمی کے ساتھ اپنے ایمان اور حب اہل بیت پر قائم رہین یہ ظاہری فتح اور شکست دیکھکر یزید کیطرح بدبختی اور بے ایمانی کا جامہ نہ پہن لین - ابی قبیل کہتا ہی کہ جب جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے اور آپکا سر اقدس نیزہ پر چڑہایا گیا اور وہ لوگ پہلے مرحلہ مین بیٹھکر شراب پینے لگے غیب سے ایک قلم نکلا اور اس نے خون سے یہ سطر لکہی - سہ آیا وہ امت کہ جس نے امام حسین کو شہید کیا ہی قیامت کے روز انکے جد کی شفاعت کی امید رکھ سکتی ہے ہرگز نہین + (اخرجہ ابو نعیم) واقدی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ان مین سے ایک شخص نے جناب امام کا سر اقدس اپنے گھوڑے کی رسی سے باندھ لیا بعد چند روز کے دیکھا گیا کہ اسکا موہنہ کالا کیا ہوا ہے - اس سے پوچھا گیا تو عرب کے سبزہ رنگ والون مین شمار کیا جاتا تہا وہ کہنے لگا جب مینے اس سر اقدس کو اٹھایا تو مجھپر ایک رات گذر نے نہین پائی تھی کہ کیا دیکھتا ہون کہ دو آدمی میری گردن پکڑکر بھڑکی ہوئی آگ مین دھکیلتے ہین اور مین پیچھے ہٹتا ہون پس آگ نے موہنہ جہلس دیا جیسے کہ تو دیکھتا ہے پھر وہ بری حال سے مرگیا - (تذکرۃ خواص الامہ)

جناب امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے قاتلونکی سزا

عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص عمر بن سعد کے لشکر کا جسے ابن حوزہ کہا کرتے تھے بڑہکر کہنے لگا ای حسین تمکو آگ کی بشارت ہو جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تو جہوٹ بکتا ہے بلکہ مین رب رحیم اور نبی شفیع اور مطاع کیطرف بڑہنے والا ہون اور فرمایا تیرا نام کیا ہے اس نے بتلایا تم ابن حوزہ جناب امام نے دونون ہاتھ بلند کرکے فرمایا اے پروردگار اسکو آگ مین جلا - ابن حوزہ غصہ مین پکڑا اسکا گھوڑا ایک نہر مین کود پڑا اسکا پاؤن رکاب مین الجھہ گیا اور گھوڑا اوچھلنے کودنے لگا وہ اس سے گر پڑا اور اسکی ران اور قدم جدا ہو گیا اوسکا دوسرا طرف رکاب مین پھنسا رہگیا وہ پتھرون پر اور درختون پر اسکو مارتا پھرتا تھا یہانتک کہ وہ مرگیا + (کامل ابن اثیر)

ان قدرتی آثار کا بیان کہ جناب امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شہادت سے ناظرین کی عبرت کے لئے نمودار ہوئے

بصرہ ازدیہ کہتے ہین کہ جب جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے تو مینہ برسا صبح ہمارے ڈول اور مشکے اور ہماری ہر ایک شئ خون سے لبالب تھی (اخرجہ البیہقی وابو نعیم والطبرانی فی الکبیر) زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھہ کو یہ خبر لگی ہے کہ جناب امام حسین کے شہادت کے روز بیت المقدس کا کوئی پتھر نہین اٹھایا گیا کہ اسکے نیچے تازہ خون نہ پایا گیا ہو + (اخرجہ البیہقی وابو نعیم والطبرانی فی الکبیر) عثمان بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند مین لکھتے ہیں کہ جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر سات دن تک برابر آسمان سے دیوارون کو دیکھا جاتا تھا گویا کہ وہ چادرین کسم کی رنگی ہوئی ہین اور بہ تحقیق دنیا پر تین دن تک اندہیرا چھا گیا پھر آسمان پر سرخی نمودار ہوگئی (صواعق محرقہ) ابن سعد اپنی طبقات مین لکھتے ہیں کہ یہ سرخی آسمان پر جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے پہلی نہین دیکھی گئی . . . . سبط ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ تذکرہ خواص الامہ مین لکھتے ہیں کہ اس سرخی کے نمودار ہونے مین حکمت یہ ہی کہ غضب موجب سرخی ہے کو سرخ کر دیتا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالےٰ جسم سے منزہ ہی پس اسکا غضب ان لوگونپر جنکے ہاتھ سے جناب امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے ہیں حمرۂ افق کے پیرایہ مین ظاہر ہوا ہے - (صواعق محرقہ) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ آسمان نجوم سے کربلا کی قتل پر روتا رہا ہے اور میرے بیٹے کی قتل سے روئیگا اور آفتاب چالیس دن تک سرخ رہیگا اور اگر اسکو دن دبا جائے تو گرہن ہو جائیگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے سے مراد حسین بن علی رضی اللہ عنہ تھے (اخرجہ الدیلمی)

اعتراض اگر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر مٹی خون ہوجاتی اور آسمان سے خون برستا تو اپکے مخالفون مین سے ایک شخص بھی لمحہ بھر زندہ نہین رہ سکتا تھا۔ **جواب** خدا کی قدرت سے زندہ رہ سکتے تھے جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت مبارک مین ٹیری اور جون اور مینڈک اور خون وغیرہ کے بافراط ہونے سے موافق اور مخالف زندہ رہ سکے تھے اسی طرح امام صاحب کے مخالفین بھی زندہ رہ سکے جنکو لوگون کی عبرت کیلئے خدا تعالےٰ نے آہستہ آہستہ طرح بطرح کے عذاب سے مارا۔ اور جسطرح حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قتل پر آسمان سے خون برسا ہے اسی طرح حضرت جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر بھی آسمان سے اگر خون برسا ہوگا تو اسمین محال کیا ہے جیسے ابھی بروایت دیلمی بیان ہوا ہے اور حضرت عنبر بن ح نے بھی اسکو بخوبی لکھا ہے

جہان را ہر گلے بر نوک خار است
وصال غنچہ بے خار جفا نیست
جہان گر گنج دارد مار با او است
گر از وے لطف جوئی قہر یابی
نہ سر وے در چمن بے شبنم نہ شمشاد

خرابی از پئے ہر نو بہار است
چراغ لالہ بے باد فنا نیست
دگر خرما نماند خار با او ست
دگر تریاق خواہی زہر یابی
کہ او از ازّہ دہر است آزاد

ان تمام بطرق مختلف متعدد روایات اور اس کل مضمون سے واقعہ شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ سچا ثابت ہورہا ہے جو ہر ایک صاحب انصاف بے اعتساف اور ہر ذی علم بے تعصب کیلئے بخوبی واضح ہوگیا ہے جسکے صحیح ہونے مین کوئی شک باقی نہین رہا ورنہ بقول مرزا حیرت صاحب یہہ کل مذکورہ مستندین زمانہ آجتک جتنے گذرے ہین وہ سب کے سب احمق و نادان اور جاہل ٹہرتے ہین اور جس قدر اونکے اقوال ہین کل لغو اور مہمل اور اونکی جملہ کتابین جہوٹہ اور غیر معتبر بنتی ہین —

(استغفر اللہ منہا) **فائدہ کرزن گزٹ کی کسی** ۔۔۔۔ بعض پرچہ مین یہہ بھی مرقوم ہے کہ اگر واقعہ شہادت کی بابت کوئی پیشین گوئی ہوتی تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ اوسکو ضرور بیان کرتے اور اپنے امر شہادت کو کبھی نہ کبھی تذکرہ فرماتے حالانکہ آپنے کبھی ظاہر نہین فرمایا کہ میری شہادت اسطرح اور فلان مقام پر ہوگی **جواب** جب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو حرم محترم مراجعت نہوا اور اونسے اسکو چھوڑ دیا اور آپنے وہان سے رات کیوقت مدینہ منورہ کیطرف چلنے کا قصد کیا چنانچہ رات بھر آپ چلتے رہے اور صبح کو جب دیکھا تو آپ اوسی میدان کربلا ہی مین موجود تھے آپنے اوس جگہ کا نام پوچھا لوگون نے کہا کہ اس زمین کو کربلا کہتے ہین۔ آپنے یہ بات سنکر فرمایا کہ اپنے اپنی مرکب

سے اُترو اور خیمہ لگاؤ اور مقام کرو کیونکہ یہی جگہ میری مقام شہادت ہے اور اسی جگہ میرے عزیز اور بچے یتیم اور بیوہ ہونگی اور یہان ہی ہمارا خون گرایا اور پانی بند کیا جائیگا وغیرہ وغیرہ (ازشہیدی حامد مرحوم) اور ایک روایت مین یہہ بھی ہے کہ مینے اپنے باباجان سے اسیطرح سنا ہے۔ پس حضرت امام صاحب کے اس بیان اور فرمانے سے ظاہر اور ثابت ہوگیا کہ اپکے واقعہ شہادت کی بابت پیشین گوئیان ضرور ہوئین اور آپکو اس امر کی نسبت بخوبی معلوم تھا ورنہ آپنے یہہ غیبی کلام اور مخفی اسرار کو کیسے ظاہر فرمایا +

مناقب جناب امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ

زبیر بن البکار کہتے ہین کہ امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ شعبان کی پانچوین تاریخ ہجرت کے چوتھے برس تولد ہوئے ہین (اسد الغابہ) اور قتادہ کہتے ہیں کہ جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب امام حسن علیہ السلام کی ولادت کے ایک برس اور دس مہینے بعد تولد ہوئے ہین پس جناب امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہجرت سے ساڑھے پانچ مہینے کے بعد پیدا ہوئے (اسد الغابہ) بعض راویون کا قول ہے جناب حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ چھہ ماہ کے پیدا ہوے ہیں + (نزل الابرار) جب جناب امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ تولد ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکے سیدھے کان میں اذان اور الٹے کان مین اقامت کہی اور ساتوین روز ختنہ کیا اور ایک مینڈھا عقیقہ کیا یا دو مینڈھے ذبح کئے جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اسکے بالون کو وزن کرکے اسکے برابر چاندی خیرات کرو اور دائی کو عقیقہ کے پائے دو۔ (نزل الابرار) اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکا نام حسین رض اور کنیت ابا عبداللہ۔ اور لقب سید اور طیب اور زکی اور سبط اور رشید اور وفی اور مبارک اور تابع لمرضاة اللہ اور دلیل علی ذات اللہ اور شہید اکبر رکھا + (نزل الابرار) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میری سینہ تک حسن رض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شبیہ تھے اور حسین رض صدر سے پاؤن تک حضور کے مشابہ تھے + (اخرجہ الترمذی) انس بن مالک کہتے ہین کہ ابن زیاد کے پاس جناب حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا سر اقدس ایک طشت مین لایا وہ چھڑی مارکر آپ کے محسن حال مین کچھہ کہنے لگا۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ سب لوگون سے زیادہ آنحضرت صلے اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے شبیہ تھے + یعلے بن مرہ کہتے ہین کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسین مجھہ سے ہے اور مین حسین رض سے ہون خدا اسکو دوست رکھتا ہے جو حسین رض کو دوست رکھے حسین رض سبط ہے اسباط سے (اخرجہ الدیلمی وابن سعد وابن ابی شیبہ واحمد والبخاری وابن ماجہ والترمذی) والحاکم وابو نعیم وابن اثیر فی اسد الغابہ

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ اللہ تعالے نے اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف وحی بھیجی کہ
بیٹے یحییٰ ابن ذکریا کے بدلے ستر ہزار آدمی کو مارا ہے اور تیری نواسے کے بدلے ستر ہزار کو مارنے والا ہون
(اخرجہ الحاکم من طرق متعددۃ وصححہ) سفیان اپنے داوی سے نقل کرتا ہے کہ وہ کہتے تہین
کہ دو آدمی جناب امام حسینؓ کے قتل پر موجود تھے پس ان دونون مین سے ایک کا ذکر اسقدر لمبا ہو گیا کہ وہ
رسی کیطرح سے اپنی گردن کے ساتھ لپیٹا تھا اور دوسرے کا یہ حال تہا کہ ایک مشک کو منہ لگاتا تہا پھر حوض
کو لگاتا تھا اور اسکی نہین بجھتی تہی پیاس (اخرجہ ابو نعیم ومنصور بن عمار) ابو الشیخ محدث
رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین کہ ایک جماعت کی چند آدمی باہم ذکر کرنے لگے کہ کوئی شخص باقی نہین رہا
جس نے کہ جناب امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ کے قتل مین اعانت کی ہتی کہ مرنیسے پیشتر وہ بلا مین گرفتار
نہ ہوا ہو۔ ایک بوڑہا کہنے لگا مینے اعانت کی ہتی مجھے تو کوئی مصیبت پیش نہین آئی یہ کہکر
وہ چراغ کی بتی درست کرنے کے لئے اٹھا اسکو آگ لگ گئی اور آگ آگ پکارتا پھرتا تھا یہانتک
کہ وہ نہر مین کود پڑا باوجود اسکے وہ آگ نہین بجھتی تہی اسی حال مین مر گیا۔ (صواعق محرقہ)
سُدّی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کربلا مین میری ضیافت کی اس مجمع مین ذکر آیا
کہ کوئی شخص جناب امام حسینؓ کی قتل مین شریک نہین ہوا کہ بُری موت سے نہین مرا میزبان
نے اسکا انکار کیا اور کہنے لگا کہ مین بھی جناب امام کی شہادت پر حاضر تھا پس وہ پچھلی رات
چراغ کے درست کرنے کیلئے اٹھا اسکے بدن پر آگ اچہلکر لگ گئی اور اسکو جلا دیا سدی کہتے ہین
خدا کی قسم ہے مینے اسکو دیکھا کہ گویا وہ ایک انگارہ بن گیا تھا۔ (تذکرہ خواص الامۃ لسبط
ابن الجوزی) زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ کی قاتلین مین سے کوئی
باقی نہین بچا کہ اسکو دنیا مین عقاب نہ ہوا ہو یا تو وہ قتل کیا گیا یا اندھا ہو گیا یا اسکا منہہ
کالا ہو گیا یا اسکے ملک کو تہوڑی مدت مین زوال آ گیا۔ (صواعق محرقہ) صاحب بن زیاد
نے کہا کہ داخل ہوا مین پیچھے ابن زیاد کے محل مین جب شہید ہوے امام حسینؓ پس شعلہ مارا دیکی
منہ مین آگ نے پس کہا ابن زیاد نے کیا دیکھا تو نے مینے کہا ہان پھر مجھے کہنے لگا اسبات کا کہین
ذکر نہ کرنا (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) عمارہ بن عمیر سے نقل ہے کہ جب ابن زیاد اور اسکے
دوستون کا سر لایا گیا مسجد کے صحن مین لوگون کی پاس پہونچا تو انکو چلاتے ہوئے سنا کہ کہتے ہین
وہ آیا وہ آیا اتنے مین ایک سانپ آکر ابن زیاد کے نتھنے مین گہس گیا پھر کچھ دیر ٹھہر کر نکلا اور
چلا گیا اور غائب ہو گیا پھر وہ لوگ چلائے وہ آیا وہ آیا پھر وہی سانپ آیا اور ابن زیاد کی نتھنے مین

زبیر بن بکار لکہتے ہین کہ مجھ سے مصعب ذکر کرتے ہین کہ جناب حسین رضی اللہ تعالے عنہ نے پچیس حج پاپیادہ
کئے ہین (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ مینے جناب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اہل الجنت کے سردار کو دیکھنے کی آرزو رکھتا ہو وہ حسینؓ
ابن علیؓ کو دیکھے۔ (اخرجہ ابن حبان وابو یعلی وابن عساکر) زید بن زیاد کہتے ہین کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کے گھر سے نکلکر جناب
سیدہ علیہا السلام کی دروازہ پر سے گذرے اور جناب حسین رضی اللہ تعالے عنہ کو روتے ہوئے سنا اور فرمایا
فاطمہ تم نہین جانتے ہو کہ اسکے رونے سے میرا دل دکھتا ہے۔ (نزل الابرار)

جناب حسنین رضی اللہ تعالے عنہما کے فضائل کا بیان

عمران بن سلیمان سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تہے کہ حسنؓ اور حسینؓ دو نام ہین اہل جنت
کے نامون مین سے عرب نے جاہلیت مین یہ نام کبھی نہین رکھے۔ (اخرجہ ابن سعد) عبد اللہ
بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسنؓ اور حسینؓ
یہ دونون دنیا مین میرے دو پہول کے پودے ہیں۔ (اخرجہ الترمذی) سلمان رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے دوست کہا جناب حسنؓ اور حسینؓ
کو دوست کہا مینے اسکو اور جسکو دوست کہا مینے دوست کہا اسکو اللہ نے اور جس نے دشمن جانا ان دونون
کو دشمن جانا مینے اسکو اور جسکو دشمن جانا مینے دشمن جانا اسکو اللہ تعالے نے۔ (اخرجہ الطبرانی فی مسند
سلمان) ابو نعیم کہتے ہیں کہ مین ابن عمرؓ کے پاس بیٹھا ہوا تہا کہ ایک عراق کے آدمی نے آکر ان سے مچھر
کے خون کی نسبت پوچھا کہ اگر کپڑے کو لگ جائے تو اسکا کیا حکم ہے ابن عمرؓ نے کہا کہ اس آدمی
کیطرف دیکھو کہ مچھر کے خون کی نسبت پوچھتا ہے حالانکہ ان لوگون نے جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے بیٹے کو قتل کیا ہے اور بہ تحقیق مینے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حسنؓ
اور حسینؓ دونو دنیا سے میرے لئے دو پودے ہیں۔ (اخرجہ النسائی والدیلمی)
بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایکدفعہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑہ رہے تھے کہ جناب
امام حسنؓ اور حسین رضی اللہ تعالے عنہ گرتے پڑتے تشریف لائے انکے گلے مین سرخ کرتے تھے حضور انکو

گہسا اسیطرح سے اوس نے دو دفعہ یا تین دفعہ کیا (اخرجہ الترمذی وصححہ والطبرانی فی الکبیر)

اعتراض اور قاتل کے نتہنون مین سانپونکے گہسنے کی کیا تاویل ہوگی کیا یہ امر ممکنات مین سے ہے کہ سانپ اول تو اپنی اصلی جسامت کو چھوڑ کے پتلی بتی بنے اور پہر ایک شخص کے نتھنے مین گہس جائے اور سب سے زیادہ کمال یہ ہے کہ پہر وہ شخص زندہ رہے۔ **جواب** قاتل کے نتہنون مین سانپونکے گہسنے کی کوئی تاویل نہین اور نہ اسکی کوئی حاجت ہے یہ بات اپنی اصلی حالت پر قابل تسلیم ہے کیونکہ اگر یہ امر ممکنات مین سے نہین ہے تو ممتنعات مین سے بہی نہین ہے تحت قدرت باری ہے خارج از قدرت نہین۔ نطفہ کا صورت اور پانی کا بوئے گلاب کیوڑہ اور ناریل کا گلزار اور گہاس کا دودہ نافہ۔ اور گہٹلی کا ایک بڑا بہاری درخت وغیرہ سانپ کا پتلی بتی بنجانا تحت قدرت ہے اور سانپ کو اپنی اصلی جسامت چہوڑنے کی کوئی ضرورت نہین کیا پتلی جسامت کے سانپ اسی کیطرح نہیں ہوتے جو نتھنے مین گہس سکین انمین تعجب ہی کیا ہے پہر اوس شخص کے زندہ رہنے اور نہ رہنے کی بابت عرض یہ ہے کہ عمارہ بن عمیر کی روایت سے جو اوپر مذکور ہوئی ہے مردہ کی نتہنون مین سانپ کا گہسنا ثابت ہوا ہے جس سے عذاب چکہانا اور دکہ دینا مقصود ہے لہ قرآن شریف مین ہے اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا یعنی صبح اور شام انپر آگ پیش کیجاتی ہے نتہنون مین سانپ گہسنے کی بعد فرضا زندہ رہنے مین بہی مطلوب ہے جو کچہ بہی دور از عقل ہو جائے اعتراض نہین جیسے خدا تعالی فرماتا ہے کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَیْرَهَا لِیَذُوْقُوا الْعَذَابَ یعنی بروز قیامت اہل دوزخ کے جب چمڑی جل جاینگی تو ہم انکو دوسری چمڑی بدل دینگے تاکہ وہ عذاب چکہین پس جیسے بروز قیامت آگ مین جلنے سے بہی اہل دوزخ بغرض عذاب دہی بقدرت خدا زندہ رہینگے تو قاتلان امام ہمام بہی اگر اس غرض کیلیے عدم مشیت ایزدی کی سبب نتہنون مین سانپ گہسنے کے بعد زندہ رہے ہون تو مضایقہ اور قباحت کیا ہے۔ جب عمر وبن سعد نے عمرو بن حجاج کو پانسو سوار دیکر بہیجا اور وہ فرات کے کنارہ پر جا اترے اور جناب امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ اور دریائے فرات کی درمیان حائل ہو گئے عبد اللہ بن حصین الازدی نے پکار کر کہا یا حسین پانی کیطرف نگاہ اٹہا کر دیکہئے آپ اس سے ایک قطرہ بہی نہین پی سکتے یہانتک کہ آپ پیاسے مر جاوین جناب امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے میرے پروردگار اس کو ہلاک کر اور بخش نہین کہتے ہین کہ واقعہ کربلا کے بعد وہ بیمار ہو گیا اور پانی کی مشک پی جاتا تہا اور پہر قے کر دیتا تہا اور پہر پانی پیتا تہا اور پہر قے کرتا تہا اور ہرگز اسکی سیری نہین ہوتی تہی مرنے تک اسکا یہی حال رہا + (کامل ابن اثیر) مسروق رضی اللہ

دیکہکر منبر سے نیچے اتر آئے اور انکو اٹہا لیا اور اپنے سامنے بٹہا لیا پہر فرمایا کہ اللہ اللہ کے رسول نے سچ کہا ہے کہ سوا اسکے نہین کہ تمہارا مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہین مینے ان لڑکون کو چلتے اور گرتے پڑتے دیکہا اور مجہ مین صبر نرہا یہانتک کہ مینے اپنی بات کو کاٹکر انکو اٹہا لیا (اخرجہ احمد و الترمذی وابن ماجہ وابی داؤد والنسائی وابن حبان والحاکم) ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایکدفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہ کے دروازہ پر کہڑے ہو گئے اتنے مین امام حسن یا امام حسین باہر نکلے حضرت نے انسے ارشاد کیا اے میری آنکہون کی ٹہنڈک آ اپنے باپ کی کاندہے پر سوار ہو پس وہ صاحبزادہ حضرت کی دونون انگلیان پکڑکر دوش اقدس پر سوار ہو گیا اتنے مین دوسرا صاحبزادہ نکلا حضرت نے اس سے بہی فرمایا شاباش آ میری آنکہونکی ٹہنڈک آ اپنے باپ کے کاندہے پر سوار ہو پس وہ صاحبزادہ بہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دونون انگلیان پکڑکر دوش اقدس پر سوار ہو گیا پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی گردن کو ہاتہ سے پکڑا اور اپنا منہ انکے منہ پر رکہکر فرمایا اے اللہ مین ان کو دوست کہتا ہون تو بہی ان کو دوست رکہ اوس شخصکو جو انہین دوست رکہے + (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑہا کرتے تہے اور حسن حسین رضی اللہ تعالی عنہ آپ کی پشت مبارک پر کودا کرتے تہے ایکدفعہ لوگون نے انکو ہٹا دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انکو چہوڑ دو میری مان اور میرا باپ انپر تصدق ہون جو کوئی مجہے پیار کرتا ہے چاہئے کہ انسے پیار کرے (اخرجہ ابو حاتم) والنسائی والحافظ الدمشقی والدیلمی وابن السری) سلمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ انکا حسن و حسین نام دو نو فرزند ہارون علیہ السلام کی کہ انکا نام شبر و شبیر تہا (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجہے ان دونون کا حسن اور حسین نام رکہنے کا حکم ہوا ہے (اخرجہ الدیلمی) ... سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک وقت ہم جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹہے ہوئے تہے اتنے مین ام ایمن نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ دن بہت آگیا ہے حسین رضی اللہ تعالی عنہ کو ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے سوتا پایا اور ایک سانپ کو انپر سایہ کئے ہوئے دیکہا جسکے موںہہ سے آگ کے شعلے نکل رہے تہے حضرت اس کی طرف دوڑے اور وہ حضرت کی طرف دوڑا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچہ باتین کرنے لگا پہر لوٹکر ایک سوراخ مین گہس گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑہ کر ان کو جدا کیا اور انکے چہرہ کا غبار پونچہا اور فرمایا میرے مان باپ تم پر فدا ہون تم خدا کے بڑے پیارے ہو پہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کو ایک کاندہے پر اور دوسرے کو دوسرے کاندہے پر اٹہا لیا مینے کہا اے صاحبزادو تمہین مبارک ہو تمہاری سواری کیا اچہی ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ سوار بہی تو اچہے ہین اور انکے مان باپ انسے بہتر ہین + (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر فی مناقب الحسن)

معذرت

بضاعت ندارم الا امید

خدایا لعفوم مکن نا امید

ہین ایک معمولی آدمی اور ایک معمولی لیاقت کا شخص ہون کوئی عالم نہین ہون مولوی نہین ہون باپ دادا کے علم و فضل کمال کا ایک شمہ بہی مجہہ مین نہین کسی اصحاب کی کتاب کلام و تحریر و تقریر کی جواب اور رد لکہنے کی مجہہ کو کوئی لیاقت اور نسبت نہین ہے اور نہ مجہی استعداد علم و فہم ہے مگر باصرار بعض احباب جو کچہہ مجہسی ہو سکا وہ ادہر اودہر سے جمع کر دیا ہی آیندہ نہ ماننا نہ ماننا اور ضعیف و صحیح قصہ یا بات یا چڑا چڑیا کی کہانی اور بوستان خیال کہنا ہر ایک صاحب مختار کا اختیار ہے مجہکو کسی سے بحث جہگڑا اور مین تو تو کرنے کی کوئی غرض نہین ہے مین تو اپنی غلطی اور سہو و نسیان کی معافی اور دعاء ثبات ایمان چاہنے کا خواستگار اور امیدوار ہون

گر قبول افتد زہی عز و شرف ٭ بعذر و توبہ توان رستن از عذاب خدا ٭ ولیکن می نتوان از زبان مردم رست

خداے تعالے اکو سب کو راہ راست پر لاوے اور اس عاصی کے گناہ کو معاف فرمائے اور وقتِ موت کلمہ طیبہ زبان پر جاری فرمائے آمین اللہم آمین

نظم ذیل مرزا غلام احمد قادیانی کی حالت لکہنے کو ہے خدا آپکی تعلیم اور آپکی مدد کرے کہ عیسیٰ ہونے کے دعوی کا ذبہ کی بابت

مرزا تو اس زمانے کا رہبان بنگیا
تاویل و استعارہ مین سحبان بنگیا

دین کو کیا خراب مسلمان ہوئے تباہ
فسق و فجور کفر بہی حیران بنگیا

جو شخص اوسکے دام فریبی مین پہس گیا
اپنے گمان مین وہ مسلمان بنگیا

ہمکیش اسکی کوئی بہی گذری نہین رجال
ہر اک مرید اوسکا ہی فتان بنگیا

نیچر و مہدیون کا ہی موعود لہ مسیح
ہر ایک جاہل اسکا ثنا خوان بنگیا

چکڑالوی و مرزا مین اتنا ہی فرق ہے
بوجہل یہہ اگر ہے وہ مروان بنگیا

شیعہ و خارجی مین بہی ایسی مثال ہے
ملجم اگر ہے یہہ وہ یہود ان بنگیا

مرزا وہ نہین ہی نسخہ دیوانگی ہے یہہ
ہر شیر اسکا صاحب خفقان بنگیا

کیسا مسیح یہہ آیا ہی جس سے کہ ایکدم
عوض حیات مین تو بے جان بنگیا

کہتا مسیح وقت ہون رہتا سدا مریض
بطلان دعوی کیلئے برہان بنگیا

دعوی ہی یہہ مباحثہ مین بے نظیر ہون
لیکن بوقت بحث گریزان بنگیا

کہتا ہی ہر کسی کو کہ یہہ دجال کا ہے خر
پر آپ خر کا دیکہئے پالان بنگیا

پیش محمد چراغ سحر دشمن ہو گا کیا
ہنگام بحث اسلئے نادان بنگیا

ہو مولوی محمد الدین صاحب حنفی نے جو اشعار مشہور ہونا ہے فرمائے ہیں واقعی مکتوب الیہ کی نسبت دار شائے ہین جزاہ اللہ خیر الجزاء

دستخط کتبہ محمد یار امام مسجد طلائی لاہور